

## سرکاری رپورٹ (مباحثات)

## پچاس وال اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 17 مارچ 2018ء بروز ہفتہ بمطابق 28 جمادی الثانی 1439 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مورخہ 15 مارچ 2018 کی اسمبلی نشست میں جناب عبدالرحیم زیارت وال، معزز رکن اسمبلی کی تحریک التوانبر 1 پر اپنیکری روئنگ۔	1
4	مشترکہ تحریک التوانبر 2 می جانب: جناب عبدالرحیم زیارت وال، سید آغا لیاقت علی اور جناب نصراللہ خان زیرے صاحب، ارکین صوبائی اسمبلی۔	04
5	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	12
6	مشترکہ قرارداد نمبر 110 می جانب: جناب میر محمد عاصم کرد گیلو، جناب شیخ جعفر خان مندوخیل، جناب میر عامر نند، جناب سید محمد رضا، صوبائی وزراء، جناب عبدالرحیم زیارت وال، قائد حزب اختلاف، ڈاکٹر حامد خان اچھری، جناب آغا سید لیاقت علی، جناب عبید اللہ بابت، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، جناب میر خالد خان لاگو، جناب رحمت صالح بلوچ، انجینئر زمرک خان اچھری، جناب میر اظہار حسین خان کھوسہ، جناب میر محمد خان لہری، سردار عبدالرحمن کھیڑان صاحب، جناب نصراللہ خان زیرے صاحب، محترم حسن با نور خشنی صاحبہ اور ڈاکٹر شمع احراق بلوچ صاحب، ارکین صوبائی اسمبلی۔	15
		16

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی  
 ڈپٹی اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب شمس الدین  
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن  
 چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہواني



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 17 مارچ 2018ء بروز ہفتہ بھطابق 28 جمادی الثانی 1439 ہجری، بوقت شام 04:04 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

**میڈم اسپیکر:** السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ حَوْلَ مَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ  
فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ﴿٤﴾ وَأَنْفَقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدًا كُمْ  
الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخْرَتَنِي إِلَى أَجَلِ قَرِيبٍ لَا فَاصَدَقُ وَأَكُنْ مِنْ

الصَّالِحِينَ ﴿٥﴾ وَلَنْ يُؤْخِرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ط

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦﴾

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المنافقون آیات نمبر ۶ تا ۱۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپنے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آپنچا اس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔  
وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا أَلْبَلَغَ۔

**میڈم اسپیکر:** جزاک اللہ عزیز الرحمن الرحیم۔ کیونکہ آج ہفتہ ہے لہذا اسمبلی قواعد و انضباط کا کار 1974ء کے قاعدہ نمبر A-33 کے تحت آج وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

**جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی):** شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

**میڈم اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

**میڈم اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** میرا کبر آسکانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

**میڈم اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** محترمہ راحت جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوفہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گی۔

**میڈم اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** مولانا عبدالواسع صاحب نے بذریعہ فون نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**میڈم اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب عبدالجید خان اچکزئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**میڈم اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**میڈم اسپیکر:** مورخہ 15 مارچ 2018ء کی اسمبلی نشست میں جناب عبدالرحیم زیارت وال، معزز رکن اسمبلی کی تحریک التوانہر 1 بابت young doctors اور پیر امیڈ یکل اسٹاف کی ہڑتال اور ہسپتاں میں OPDs کی بنڈش کی زیر غور متعلق میں نے روئنگ دی تھی کہ وزیر صحت اس بات کی یقینی دہانی کرائیں کہ ہسپتاں میں OPDs کھلی ہوئی ہیں۔ تاہم اسمبلی کی کارروائی کے اختتام تک، چونکہ کورم کی موجودگی کی نہ ہونے کی وجہ سے

اسمبلی کا اجلاس متواتی ہو گیا تھا۔ تو آج ہم اُسی step سے اپنی بات آگے بڑھاتے ہیں۔ وزیر صحت اس وقت موجود ہیں کہ نہیں؟ وزیر صحت! young doctors کی ہڑتاں اور اس کی بابت ایوان کو آگاہ کریں۔

**میر سرفراز احمد گٹشی (وزیر داخلہ و قبائلی امور):** On of Honourable Minister for Health  
منٹر ہیلائچ آئے ہوئے ہیں لیکن وہ اپوزیشن چیئرمیں ہیں، ان کے ساتھ dialogue کر رہے ہیں، regarding the OPD opening کے لیے۔

**میدم اسپیکر:** تو اسکو pending میں کر دیتی ہوں، جب تک وہ آجائیں تو پھر بتا دوں گی، ٹھیک ہے thank you۔ ٹھیک ہے میرے خیال میں چونکہ اگلی قرارداد تحریک التوا کے بارے میں ہے۔ سکرٹری صاحب! کیونکہ next تحریک التوا بھی زیارت وال صاحب اور سید آغا علیافت کی طرف سے ہے۔ اور وہ ممبر میرے خیال میں اس وقت انہی ڈاکٹرز کے ساتھ وہ مینگ کر رہے ہیں۔ سکرٹری صاحب! آپ ان کو بولوائیں تحریک التوا ہے۔ اسکو بھی pending کرتی ہوں، جب تک وہ مذاکرات کر رہے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج:** میں وزیر صاحب سے request کروں گا کہ گورنمنٹ کے اراکین کو پابند کریں کہ وہ اسمبلی کو attend کریں کہ آج بھی اس کے سوا کوئی نہیں۔ مناسب نہیں ہے کیونکہ پارلیمنٹ کی عزت و احترام ہم سب کافرض ہے، ہم بھی آپ کے ساتھ cooperate کریں گے۔ کوشش کریں گے کہ اسمبلی چلے۔ لیکن چونکہ سی ایم صاحب بیان نہیں ہیں آج اپنے ارکان کو پابند کریں کم از کم اسمبلی کے اجلاس کو تو attend کریں ویسے آدھا آدھا گھنٹہ پوناپونا گھنٹہ late اجلاس شروع ہوتا ہے اور اس کے باوجود صورتحال یہ ہے میں وہ بات نہیں بول سکوں گا صورتحال آپ کو بتا رہا ہوں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور:** ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ کچھ ممبر ز آئے ہوئے ہیں لیکن وہ جیسے کہ میں نے آپ کو بتایا کہ وہ اپوزیشن چیئرمیں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ within five to six minutes میں کچھ ممبر ز آرہے ہیں اجلاس میں۔

**میدم اسپیکر:** میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب نے پرسوں بھی یہ بات کی تھی اور یہ مناسب بات ہے کہ حکومت کے اراکین اسمبلی کا روای میں حصہ لیں تاکہ ایک مناسب انداز میں کارروائی چلے۔ کیونکہ جتنے بھی سوالات ہیں اور اس کے جوابات ہیں وہ آپ گورنمنٹ کے وزراء ہی دے سکتے ہیں۔ تو میں آپ سے یہ کہوں گی کہ برادر مہربانی اپنے اراکین کی شرکت کو یقینی بنائیں۔ جی منٹر ہیلائچ We are waiting for the Minister of Health. جی آغا صاحب اس وقت آپ چونکہ نہیں تھے میرے خیال میں ان کے ساتھ مینگ کر رہے تھے۔

**سید محمد رضا (وزیر قانون و پارلیمانی امور):** ہم young doctors کے ساتھ مینگ میں تھے۔ اور انکا یہ کہنا تھا کہ آنے تک جوانہوں نے سموارٹک کی ایک deadline دی ہے۔

**میڈم اسپیکر:** سردار صاحب! آپ چھوڑ دیں please میں ان کو بتا دیتی ہوں۔ ایک دفعہ صرف یہ بات complete کریں۔ میں نہیں وہ ہو جائیگا آپ please۔ عبدالرحیم صاحب! آپ کی نشت opposition leader کو allot ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** سموارٹک کی جوانہوں نے deadline دی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اسی جگہ پر ہیں۔ اور اس سے نہ پیچھے ہیں گے اور نہ ہی آگے بڑھیں گے۔ اب فسٹر صاحب آگئے ہیں وہ بتا کیں گے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ ابڑو صاحب! اس وقت چونکہ ہمارے جو پرسوں کے اجلاس میں آپ نے وعدہ کیا تھا ”کہ میں ساری صورتحال بتاتا ہوں“ تو ہم نے تحریک التو اپر بات کرنی تھی چونکہ اجلاس ملتوی ہو گیا تو آپ ابھی بتائیں کہ کیا صورتحال ہے OPDs کی بندش کی حوالے سے۔

**جناب عبدالماجد ابرو (وزیر صحت):** thank you Madam تو ایسا تھا کہ میں اور سیکرٹری صاحب کے تھے اُنکے پاس جہاں احتجاج ہو رہا ہے civil hospital میں۔ تو ان کو ہم نے assure کرایا کہ جیسے ہی سی ایم صاحب آتے ہیں آپ کی جو demands ہیں انشاء اللہ ان کو حل کریں گے۔ تو اس پر انہوں نے agree کیا تھا ”کہ چلیں ٹھیک ہے آپ لوگ ہمارے پاس آئے ہیں بڑی اچھی بات ہے اور ہم آپ کو welcome کر رہے ہیں“۔ تو اُس کے بعد ابھی condition یہ ہے کہ جو بھی OPD cardic یا OPD surgery اور gynea، peads اور nephrology کام کر رہے ہیں۔ صرف general OPD پر۔

**میڈم اسپیکر:** General OPD is very important

**وزیر صحت:** وہ رُکی ہوئی ہے اس کی وجہ سے۔ اور دوسرا issue یہ یہی آرہا ہے کہ general OPDs میں medicine کی کمی ہے کیونکہ ٹینڈر ابھی ہوا ہے۔ اس میں کافی عرصے سے ٹینڈرنیں تھا دوائیاں دستیاب نہیں تھیں۔ تو ابھی میرے خیال میں وہ بفتہ میں انشاء اللہ۔

**میڈم اسپیکر:** تو ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں کہ کیا وہ پیر امیڈ میکس کیا وہ اپنی strike واپس لے رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں؟

**وزیر صحت:** ہماری تو یہی request تھی کہ آپ یہ۔۔۔

**میڈم اسپیکر:** اُن کا کیا جواب تھا آپ نے بتایا نہیں؟

**وزیر صحت:** وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے light-strike کی ہوئی ہے اور جو بھی patients آ رہے ہیں ہم اُسے ڈیل کر رہے ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** یہ heavy strike کیا ہوتی ہے مجھے تو یہ سمجھنہیں آ رہی ہے۔ it is not a light strike or

fair thing.

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:** میڈم! گر آپ مجھے اجازت دیدیں۔

**میڈم اسپیکر:** جی بولیں۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:** thank you میڈم اسپیکر۔ میں بھی چونکہ اس مذکورات میں ان کے ساتھ تھی تو چونکہ میں ان تمام مرحلے سے گزر چکی ہوں۔

**میڈم اسپیکر:** بالکل جی آپ ڈاکٹر ہیں۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:** تو انکا کیا کہنا ہے کہ ہم as a OPD patients میں دیکھ رہے ہیں۔ اور وارڈز میں بھی admit ہو رہے ہیں اور ہم ان کو آپریشن تھیٹر میں آپریشن بھی کر رہے ہیں۔ کیونکہ میں بھی اُس زمانے میں جب ہم تھے تو وہ جو آپریشن دو گھنٹے کا ہوتا ہے نال وہ سات گھنٹے میں ہو رہا ہے۔ چونکہ ایک آپریشن تھیٹر میں جو 12 لائیٹس ہونی چاہئیں instruments ہونے چاہئیں تین سیٹ۔ وہ تمام چیزیں requirement ہے کہ incomplete ہیں اس کے باوجود بھی ہم اپنی services دے رہے ہیں لیکن جو ہمارے جائز مطالبات ہیں ان کو پورا کیا جائے اور جو ہمارے بچوں پر ہمارے اڑکیوں پر بچوں پر جورات کو گھس کے اندر آئے ہیں اور ایف آئی آر کا ٹلے ہیں اور ہمیں پکڑنے کی کوشش کی ہے اس کو condemn کریں۔ اس کی ایف آئی آر کو ختم کریں۔ تو سرفراز صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں آپ کے توسط سے یہ کہوں گی کہ ڈاکٹر زکریٰ بھی مارا پیٹا نہیں جاتا ہے۔ وہ اپنے پر امن احتجاج کر رہے ہیں۔ تو پر امن احتجاج کو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس طریقے سے لینا چاہیے کہ ان کی باتیں جوانہوں نے کی ہیں وہ جائز ہیں جو بھی باتیں ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** ڈاکٹر صاحب، بات جائز ناجائز کی نہیں ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انسانی زندگیوں کے لیے کوئی ایسی جس سے وہ متاثر ہوں وہ بہتر نہیں ہے۔ میری رونگ بھی پرسوں یہی تھی کہ ہم انکے مطالبات گورنمنٹ نے جیسے اس دن بھی کہا کہ ہم انھیں دیکھ رہے ہیں سی ایم صاحب سے بھی ملاقات ہو گئی ہے وہ out of country Either they are stopping the کہ the problem is that یہ۔

**strike** سکوختم کر رہے ہیں یا نہیں اور اوپی ڈیز کو چلا رہے ہیں۔ کہ جس پورا بلوجستان کے مریضوں کی جانوں کا مسئلہ ہے اور اس وقت تمام میڈیا پر یہی چل رہا ہے کہ اوپی ڈیز بند ہیں۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:** انہوں نے کہا کہ اگر اوپی ڈیز بند ہوتی تو پھر وارڈ میں patients admit کیسے ہوتے ہیں۔ یہ بات تو بالکل صحیح ہے کیونکہ وارڈ میں patient admit اُس ٹائم ہوتا ہے جب اس کو ڈاکٹر recommend کرتا ہے۔

**میڈیم اسپیکر:** نہیں وزیر صحت نے کہا کہ وہ کہہ رہے ہیں ہم light strike کر رہے ہیں۔ what does it means in light strike?

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:** ان کا مطلب ہے ہم نے بالکل تالابندی نہیں کی ہے اگر اس طرح رہا تو ہم پھر دو دن بعد بالکل hospitals بند کر دیں گے۔

**میڈیم اسپیکر:** جی۔

**سردار عبدالرحمٰن کھیتران:** میڈیم اسپیکر مجھے فلور دے رہی ہیں۔

**میڈیم اسپیکر:** جی سردار صاحب please سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ میڈیم اسپیکر۔ گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی logic نہیں ہے۔ اب ڈاکٹر صاحبان ہڑتال پر ہیں ان کے مطالبات ہیں۔ مطالبات بھی financial ہیں یا پتہ نہیں کیا ہیں۔ اب لوگوں کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ ابھی میری منظر ہیلتھ سے بات ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ جزل اوپی ڈی ہم نہیں کھولیں گے۔ میڈیم اسپیکر! میرا کام از کم روٹ بھی ادھر ہے اور پھر میں اپنے گھر کے اوپر کھڑا ہو جاؤں تو مجھے سارا کچھ نظر آتا ہے کہ کیا پوزیشن ہے۔ لوگ ڈل گئے بر باد ہو گئے۔ غریب آدمی کہاں جائے۔ پرانیویں جاتا ہے تو ڈاکٹر کی ایک ہزار، پندرہ سو فیس ہے۔ اچھا دوسرا یہ ہے کہ بالکل یہ یہ with due apologies میں کھوں گا کہ وہ قصاصی والا کام کر رہے ہیں۔ ہر ڈاکٹر نے اپنے گیٹ کے ساتھ private practice میں اپنا medical store کھول لیا ہے۔ مخصوص جس کمپنی کی وہ چٹ جاری کریگا اگر وہ فارمیسی اُس کی بند ہو گئی پورے کوئی میں وہ دوائی نہیں ملتی ہے۔ ڈاکٹر بھی خود، فیس بھی اپنی medical store بھی اپنا، ریٹ بھی اپنے دوائی بھی اپنی۔ میڈیم اسپیکر! یہ تو ظلم ہے غریب کہاں جائیں آپ جا کر دیکھیں لوگ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اٹھا کر اسٹرپچر پر ڈال کر سلیم کمپلیکس میں اس وقت تقریباً سب سے بڑا وہ private practice کا اڈہ بنانا ہوا ہے۔ آپ وہاں کی آ کر حالت دیکھیں آپ کو رونا آیا گا۔ میڈیم اسپیکر! اس کے لیے action immediately ہونا چاہیے۔ اگر وہ نہیں

کھولتے ہیں تو بیروز گارڈ اکٹر ہر جگہ پر پھر رہے ہیں اُن کو hire کریں۔ ان کو منہ مالگی تجوہ ایں مل رہی ہیں منہ مالگے الا ونس مل رہے ہیں۔ اپنی مرضی سے دیہاتوں میں جانے کو کوئی تیار نہیں ہے ”کہ جی میں 1 part کر رہا ہوں میں 2 part کر رہا ہوں میں FRCS start کر رہا ہوں میں نے ادھر منگنی کر لی ہے میری شادی ادھر ہے میاں بیوی ہم ادھر ہیں“۔ lame excuses کر کے دیہات تو ہمارے پہلے ہی بر باد ہو گئے ہیں اب صورتحال یہ ہے کہ ہر چوتھے دن کوئی میں، جیسے لاہور میں وہاں سے young doctors start ہوا کا۔ یہاں یہ سلسلہ انہوں نے شروع کر دیا ہے عوام کا کیا ہے۔ یہ تو ان کو تو تجوہ ایں مل جائیں گی۔ اسی طریقے سے ٹیچرز ہیں وہ جا کہ اسکوں پہلے بند پڑے ہوئے ہیں جی ہماری strike ہے۔ ایجوکیشن کالیوں آپ دیکھیں گے کہ بر باد ہو گا بلوچستان۔ تو میدم اسپیکر! خدارا treasury benches والوں سے ہماری گزارش ہے کہ immediately اُنکے جتنے بھی یونین والے ہیں اُن پر ایف آئی آر کا میں اُن کی گرفتاریاں کریں ان کو اٹھا کر گرم علاقوں میں پھینکیں۔ 15 دن وہاں یہ صعوبتیں برداشت کریں۔ بندوارڈ میں یہ پڑے رہیں۔ سب ان کو یاد آ جائیگا۔ ان کو مریض بھی یاد آ جائیں گے یہ تو پورے ہیں گھر میں۔ ان کی اگرا پنی بیوی، بچے، ماں، بیٹی یہاں ہوتی ہیں یہ تو خود موجود ہے اس غریب پشتوں آباد والے کو سریاب روڑ والے کو نواں کلی والے کو ہدہ والے کو وہ کہاں جائیگا۔ ایک تماشا بنالیا ہے میدم اسپیکر! انکو بالکل کوئی اس میں کسی قسم کی رعایت نہ دی جائے ان پر سختی جب تک نہیں ہو گی یہی سلسلہ چلتا رہے گا۔ اوپی ڈی کا کیا سوال ہے ڈاکٹر صاحبہ فرمائی تھیں کہ جی اگرا اوپی ڈی نہیں ہے تو مریض کہاں سے داخل ہو رہے ہیں۔ جز اول اوپی ڈی کی بات کر رہے ہیں جہاں کسی کو بخار ہے کسی کا پیٹ خراب ہے کسی کا بلڈ پریشر ہائی ہے کسی کا 10% ہے۔ وہاں immediately اس کو آپ میدم یعنی دے کر فارغ کر دیتے ہیں تو حالت یہ ہے میدم اسپیکر! کہ یہ blackmailing ہے ”کہ جی ہم اوپی ڈی بند کرتے ہیں“۔ کس قانون کے تحت تم اوپی ڈی بند کرتے ہو؟ تم undertake کر آئے ہو۔ تم essential service میں ہو۔ اور تم لوگوں کو عذاب میں ڈال رہے ہو۔ ایک blackmailing کہ جی ہم کو پانچ لاکھ تجوہ چاہئے ہم کو کوئی چاہیے ہم کو منی محمود کا ہسپتال چاہیے۔ ہم کو فلاں ہسپتال چاہیے۔ اب ڈیمانڈ پر یہ چیز غلط ہے۔

**میدم اسپیکر:** ٹھیک ہے سردار صاحب شکریہ۔ جی زیارت وال صاحب! آپ اس پر ایقیناً، دیکھیں، یہ اُنکے مطالبات ہوں گے اور گورنمنٹ ان کے جائز مطالبات پر نظر ثانی کر رہی ہے دیکھ رہی ہے آپ کے دور میں بھی جب آپ بیٹھے تھے آپ نے بھی بتایا کہ ہم نے ان کے مطالبات پر کام کیا ان کی ساتھ مذاکرات کیے۔ اور بھی بھی سی ایم صاحب سے ملاقات ہوئی ان کے مطالبات زیر غور ہیں اور اس پر کوشش ہو رہی ہے کہ جو بھی ان کے جائز مطالبات

ہیں۔ لیکن یہ strike مناسب نہیں ہے چونکہ اس میں انسانی جان involve ہے میں یہ صحیتی ہوں۔ جی زیارت وال صاحب۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (قائد حزب اختلاف):** شکریہ میڈم اپسیکر۔ آپ نے تحریک التوا کے حوالے سے وہ رکھی ہے میرے سامنے۔ میں اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے سب سے پہلے اپنی پارٹیوں کا، دوستوں کا، ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اور مجھے اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے یہ سیٹ دلوائی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم کو شش کریں گے کہ ثابت انداز سے اپنے روشن قوانین اور آئین کے تحت جو اختیارات حاصل ہیں، وہ اپنے عوام کی، صوبے کی، اپنے لوگوں کی بہتری کیلئے استعمال کریں گے۔ اور ناجائز طور پر نہ کسی کو تنگ کریں گے اور جو جو چیزیں ٹھیک نہیں جا رہی ہوں ان پر ہم تلقید کریں گے۔ اور ہماری تلقید کو تلقید برائے تلقید نہ لیا جائے۔ اور اس کو ثابت اور تعمیری انداز میں جودو سوت وہ کریں گے وہ ہونا چاہیے۔ اور ساتھ ہی میڈم! آپ کے ذفتر سے جب ہم وہاں گئے رضا صاحب ساتھ تھے۔ تو وہاں بیٹھ کر بات ہوئی تھی اُنکے ساتھ انہوں نے جو وہاں کہا تھا کہ OPDs کیلئے انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ کھول دیں گے۔ تو وہاں بھی انہوں نے ان سے کہا ”کہ آپ کھول دیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم باقی معاملات وزیر اعلیٰ صاحب کے آنے پر سمری دستخط ہو جائیں گی۔“ اُنکا کہنا یہ تھا کہ یہ بات ہم وزیر اعلیٰ صاحب یہیں تھے ہم اُنکے نوٹس میں لاچکے تھے۔ پھر اتنے دن گزر گئے انہوں نے اس پر عملدرآمد نہیں کیا اور الٹا ہمارے خلاف FIR کروادی۔ اور FIR میں ہم سارے ہاسپٹل میں موجود ہیں گھر پر چھاپے لگ رہے ہیں اگر گرفتار کرنا ہے تو ہم ہاسپٹل کے اندر ہی بیٹھے ہیں تو وہیں سے گرفتار کر دیں۔ تو اُسکا بھی سرفراز صاحب کو بُلا یا تھا وہ بھی نہیں آئے۔ کہا تھا کہ میں آؤں گا۔ FIR علیحدہ سے ہیں اور ہم کو لکھ کر کے دے اُنکے جو مطالبات ہیں۔ سرفراز صاحب خود اس میں تھے اُنکے signatories ہیں اور انکو لکھ کر کے دے صاحب ہمارے منسٹر تھے۔ سرفراز صاحب خود اس میں تھے اُنکے مطالبات تسلیم ہیں۔ لیکن اُنکے باوجود اب تک یہ نہیں ہوسکا ہے۔ اب گورنمنٹ کے طور پر ابڑو صاحب وہاں تھے انہوں نے یہ یقین دہانی انکو کرائی ”کہ ہم یہ کریں گے۔“ تو ہم پھر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسکو pending میں رکھیں۔ اسکو دو دن جو تحریک التوا پر بحث ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے آنے تک اسکو pending میں رکھیں۔ اور گورنمنٹ سے یہ request ہے کہ وہ جائے اور یہ جو لوگ ہیں سرفراز صاحب ہیں جو بھی یہاں ذمہ دار ہیں، گیلو صاحب رضا صاحب اور خود منسٹر ابڑو صاحب بیٹھے ہیں وہ جائیں اُنکو کس طریقے سے حل کر سکتے ہیں اُنکے مطالبات اور OPD کھول دیں۔ باقی جو بھی ہے جس طریقے سے وہ تو چلتا رہیگا۔ لیکن کم از کم

آپکا صوبہ اور صوبے میں کسی شہر میں far-flung میں کسی بھی ڈویژن میں وہ سہولیات نہیں ہیں جو سہولیات یہاں مہیا ہیں۔ اب یہاں OPD بند ہو جائیگی۔ کوئی آدمی کو ہلو سے آتا ہے۔ کوئی ڈیرہ بگٹی سے آتا ہے۔ کوئی گوارد سے آتا ہے۔ کوئی کہاں سے آتا ہے، کوئی میں علاج کرنے کیلئے۔ اور جو OPD بند ہو گی تو کس کے پاس جائیگا؟ تو یہ مسئلہ ہے۔

**میڈم اسپیکر:** تو اس پر ہم لوگ conclusion میں ہیں۔ جی۔

**قائد حزب اختلاف:** ہمارے کوئی میں پرانی ہاپیل میں کچھ سہولیات ہیں۔ وہ سہولیات کے حوالے سے وہ یہاں آتے ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** جی حکومت کی طرف سے سرفراز بگٹی صاحب کا موقف کیا ہے؟

**وزیر داخلہ و تابعی امور:** میڈم اسپیکر شکریہ سب سے پہلے تو میں عبدالرحیم زیارت وال صاحب کو Leader of the Opposition elect کریں گے۔ حکومت کو بہتری کی نشاندہی کریں گے۔ اور ہم بھی پوری کوشش کریں گے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ جو بلوچستان کی روایات ہیں ان کو سامنے رکھ کر اس ہاؤس کو آگے چلا سکیں۔ دوسرا یہ جو issue ہے ڈاکٹر زوال۔ میڈم اسپیکر! میں personally feel کرتا ہوں کہ یہ essential services کا سسٹم ہے وہ نہیں ہونا چاہیے لیکن کیونکہ ڈاکٹر زیں وہ ہمارے بھائی ہیں اور اسی معاشرے سے ادھر جو strikes ہیں۔ میری ان سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی۔ جب پہلے دن انہوں نے دھرنا دیا تھا۔ تو انہوں نے وہ میری ٹیلیفونک پر اور پھر ہمارے کمشٹ اور سی سی پی اور ہاں گئے تھے۔ انہوں نے دھرنا ختم کر دیا تھا جو چیف منٹر ہاؤس جانا چاہتے تھے۔ تو میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ فوراً اس اجلاس کے بعد میں Honorable Minister Health کی سربراہی میں باقی دوست جتنے بھی ہیں، اپوزیشن سے بھی اگر کوئی ہمیں join کرنا چاہتا ہے تو We all اور ہم انکو یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ جو انکے مطالبات ہیں اور چیف منٹر صاحب سے بھی بات کریں گے۔ اور ان مطالبات کو جس طرح زیارت وال صاحب نے کہا ہے almost حل ہو چکے ہیں۔ اُس میں جو جوانگی basic چیزیں تھیں وہ ہم نے اُسی previous government میں ہی کر دیا تھا۔ جو ایک سمری سائنس ہونا رہتی ہے وہ ہم چیف منٹر سے بات کر کے انشاء اللہ و تعالیٰ کوشش کریں گے کہ اس مسئلے کو رات گئے تک حل کریں۔ انشاء اللہ۔

**قائد حزب اختلاف:** یہ بات ہے FIRs جسکا آپ اپنے طور پر بھی کر سکتے ہیں۔ یہ تو کم از کم یہ میں سے نکل

جائے۔ اپنے طور پر آپ پراسکیوشن کو حکم دے سکتے ہیں یا انکو کہہ سکتے ہیں کہ اسکو withdraw کیا جائے۔ پراسکیوشن انکو withdraw کر گئی تو یہ ختم ہو جائیگا۔ باقی آپ مذکورات کریں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور:** اُن FIRs پر ہم نے کوئی implement ابھی تک اسٹارٹ نہیں کیا۔ کوئی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔ ریاست نے اپنی رٹ established کرنی ہوتی ہے اور FIR is first گھبی کوئی واقعہ ہوتا ہے کہیں بھی کوئی incident ہوتا ہے کہیں کوئی دھرنا ہوتا ہے یا کوئی information report یا کوئی law and order situation develop ہو رہی ہوتی ہے تو ایک first information report تھانے میں درج ہو جاتی ہے، اسکو اتنا serious نہ لیا جائے۔ ہم اُن سے بات کر لیں گے۔ اور اگر وہ withdraw کرنا پڑا بھی تو There is no issue ڈاکٹرز ہیں وہ ہماری سوسائٹی کے cream criminals نہیں ہیں۔ ہم انکو بالکل ہی ٹھیک طریقے سے انشاء اللہ حل کریں گے۔

**میڈم اسپیکر:** اگھی صاحب یہ FIR یقیناً احتجاج تو سب کا حق ہے لیکن احتجاج میں کسی جانی ایک انسان کی جان involve نہیں ہوئی چاہیے۔ مجھے بس سب سے زیادہ اس کی فکر ہے۔ آپ نے یہ یقین دھانی کرائی ہے کہ FIR اور اس پر ہم اُن سے بات کر لیں گے۔ اور جس طرح سے بھی مناسب ہے۔ یقیناً وہ ہماری سوسائٹی کا بہت ایک کہنا چاہیے کہ مقدس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آزربیل ہمارے ممبرز ہیں تمام سوسائٹی کے۔ لیکن انہیں بھی سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اس مقدس شعبے سے وابستہ ہیں تو کس حد تک احتجاج میں انہیں جانا چاہیے۔ اس میں یہی ابھی conclusion کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ اس میں یہی ہے کہ جو تحریک التوا ہے۔ چونکہ ہماری تمام کمیٹی نے بھی اُن سے بات کی ہے۔ تو میں زیارت وال صاحب! اسکو جب تک سی ایم صاحب آجاتے ہیں اور ہماری کمیٹی کے ساتھ مذکورات ہوتے ہیں تو میں اسکو next session تک کیلئے، جب تک سی ایم صاحب آتے ہیں اُس وقت تک اسکو pending کرتی ہوں۔ تاکہ اسکو بہتر انداز میں ہم حل کر سکیں جائے کہ اسکو پیش کریں ایڈمٹ ہو، بحث ہو۔ چونکہ مذکورات کا سلسلہ جاری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ثابت نتائج ہمیں ملیں گے۔ تو اسوقت تک میں اسکو pending کرتی ہوں ٹھیک ہے۔ thank you.

**میڈم اسپیکر:** جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب، قائد حزب اختلاف، سید آغا لیاقت علی صاحب اور جناب نصراللہ خان زیرے صاحب، ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک اپنی مشترک تحریک التوانہ 2 پیش کریں۔

**آغا سید لیاقت علی:** شکریہ میڈم اسپیکر۔ ہم آسمبلی قواعد و انصباط کار بھریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ دونوں ژوب، قلعہ سیف اللہ، خانوزی اور کوئٹہ میں پشتوں تحفظ

مودمنٹ کے جلسوں سے جن مختلف سیاسی پارٹیوں کے قائدین اور قبائلی و سماجی شخصیات نے خطاب کیا تھا اُنکے خلاف مقدمات درج کیئے گئے جو آئین پاکستان کے مطابق انسانی حقوق خصوصاً آزادی رائے اور اظہار رائے کے برخلاف ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم عوامی اور فوری نواعت کے اہم مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

**میڈم اسپیکر:** مشترکہ تحریک التوانہ 2 پیش ہوئی۔ کیا محکمین میں سے کوئی ایک اسکی admissibility کیوضاحت کریں گے؟ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** Thank you Madam Speaker Sahiba. جیسا کہ تحریک التوانہ میں کہا گیا ہے کہ یہاں ثواب، فلعلہ سیف اللہ، خانوزی اور کوئی میں جلے ہوئے۔ پشتوں تحفظ مودمنٹ کے نوجوان یہاں آئے تھے انکا استقبال ہوا۔ اس میں ہمارے مختلف سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں اور ہماری اسمبلی کے معزز زمہران نے ان جلسوں میں شرکت کی۔ اور آپکے اپوزیشن لیڈر عبدالریجم زیارت وال صاحب، نواب ایاز جو گیزی صاحب، عبد اللہ جان بابت صاحب نے وہاں مختلف جلسوں سے خطاب بھی کیا۔ اور پھر جا کر کے حکومت نے مختلف تھانوں میں ہمارے ان ممبران کے خلاف FIR چاک کی۔ مختلف سیاسی پارٹیوں کے اگر آپ لے لیں ہر پارٹی کے اُس میں جو رہنماء تقریر کی تھی اسکے خلاف FIR چاک کی۔ میڈم اسپیکر! جب وہ نوجوان آرہے تھے کیا وہ ایک ایسا مطالبہ پیش کر رہے تھے جو اس ملک سے غداری کے مترادف تھا؟ ہرگز نہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ 3 جنوری کو نقیب اللہ محسود کو انگو کیا گیا۔ 13 جنوری کو انکا ماورائے عدالت قتل کیا گیا اُس سے شہید کیا گیا۔ اس دوران کراچی میں دھرنا ہوا۔ پھر اسلام آباد میں دھرنا ہوا۔ پھر اسلام آباد کے کیم فروری سے 08 فروری تک وہاں دھرنا ہوا۔ وزیر اعظم صاحب نے دھرنے کے شرکاء کو بلایا ان سے مذاکرات کیئے۔ اُنکے جو مطالبات تھے بڑے سادے سے مطالبات تھے انکے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ راؤ انور کو گرفتار کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے کہا ہے۔ اب تک انکی گرفتاری نہیں ہوئی ہے۔ انکا کہنا ہے کہ ماورائے عدالت جو ٹارگٹ ٹکنگ ہو رہی ہے انکو روکا جائے۔ انکا مطالبہ تھا کہ فاتا میں جو مائنر بچھائے گئے انکی صفائی کیجائے۔ انکا مطالبہ ہے کہ جو منگ پرسنzel ہیں انکو بازیاب کیا جائے۔ کیا یہ مطالبے ملک سے غداری ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور بہت افسوس کا مقام ہے کہ یہاں ایک اپنے آپ کو جمہوری حکومت کھلانے والے، وہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ لیکن انہوں نے جا کر کے اتنا بڑا بلند رکیا کہ انہوں نے مختلف سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں کے خلاف انہوں نے جا کر کے مختلف تھانوں میں FIR درج کروائی۔ یقیناً یہ بہت ہی قابل تشویش بات ہے۔ کیونکہ یہاں اہم سیاسی رہنماؤں کے خلاف کیونکر FIR کی؟ کیا انہوں نے تقاریر سنیں؟ انہوں نے

کیا کہا تھا؟ وہاں عبدالرحیم زیارت وال صاحب نے کیا کہا؟ نواب صاحب نے کیا کہا۔ اور عبد اللہ بابت صاحب نے کیا کہا؟ باقی پارٹیوں کے دوستوں نے تو simple سی یہ باتیں کیں جو انکے مطالبات تھے۔ اور ڈاکٹر حامد صاحب نے وہاں تقریر بھی نہیں کی انکے خلاف بھی FIR ہوئی۔ اور اسی طرح پشتون تحفظ مومن کے نوجوان منظور پشتین کے خلاف FIR ہوئی۔ میں نہیں سمجھ رہا ہوں کہ حکومت نے کس بوكھلا ہٹ میں یہ FIR جا کر کے چاک کی اسکی کیا مجبوری تھی۔ کس نے کہا؟ ابھی دیکھیں یہ آپکا constitution ہے میرے ہاتھ میں ہے۔ اسکے آپ میرے سامنے ایک انسان کی آزادی، شہری کی آزادی، اسکی تحریر و تقریر کی آزادی اس آئین نے ہمیں حفاظت دی ہے۔ کیا ہم اس آئین کے پابند ہے یا نہیں؟ آپ اسکے پابند ہے یا نہیں؟ جب اس آئین میں لکھا ہے تو حکومت کو یہ کرنا چاہیے کہ اس پر معذرت کرنی چاہیے کہ وہ آئین کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔

**میڈم اسپیکر:** زیرے صاحب! آپ تقریر نہیں کر سکتے آپ feasibility پر بات کریں۔ ابھی یہ بحث کیلئے منظور نہیں ہوئی۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** میں آئین کی بات کر رہا ہوں۔ دیکھیں ہمارے سامنے، ہمارے درمیان اگر کوئی دستاویز ہے، مقدس دستاویز ہے تو یہ آئین پاکستان کی بنیاد پر یہ ملک قائم ہے۔ اگر یہ آئین درمیان سے ہٹ جائے تو پھر ہمارا اور کسی کا کوئی رشتہ نہیں ہوگا۔ آئین ہمارے درمیان رشتہ رکھتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو فی الفور FIR لینا چاہیے واپس۔ اور اس تحریک التوا کو منظور کر کے اسے بحث کیلئے منظور کی جائے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی حکومت کی طرف سے سرفراز صاحب! نصراللہ زیرے صاحب! ایک تو آپ کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ تحریک التوا تک بحث کیلئے منظور نہیں ہوئی ہے اور نہ رونگ اس پر ہوتی ہے۔ پہلے ہم حکومتی موقوف سین۔ جی

**وزیر داخلہ و قبلی امور:** شکر یہ میڈم اسپیکر۔ جو اپوزیشن کی طرف سے تحریک التوا آئی ہے۔ اس پر بحث کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جس دن یہ تحریک التوا آپ منظور کریں گے۔ اس دن ہم اس پر سیر حاصل گفتگو کریں گے۔ اور حکومت اپنی reasons بتائیں گے۔ اس نے constitution کے تحت کوئی ایف آئی آر کی ہے اور کیا reason دی ہے۔ تو وہ ساری چیزیں ہم بتا دیں گے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اس پر بحث کرنے کا۔ آپ please اس پر بحث کریں یہ ہال اسی لئے ہے یہاں اس طرح کے issues پر بحث کریں اور سیر

حاصل گنتگو کریں۔

**میڈم اسپیکر:** thank you بگٹی صاحب۔ تو ابھی میں ووٹنگ کیلئے پوچھتی ہوں۔ نہیں ابھی اس پر بحث نہیں ہو سکتی، ابھی تک بحث شروع نہیں ہوئی ہے میری بات سنیں۔ یہ تحریک التوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب پلیز پیش کرنے کی ابھی تک اجازت نہیں ہے ابھی میں آپ لوگوں سے اجازت لے رہا ہوں آپ چیز کو سمجھیں۔ وہ پھر بحث کیلئے منظور ہو گی تب بولیں گے، ابھی تک تو پیش ہوئی ہے۔ میں ایوان سے پوچھ رہی ہوں کہ آیا مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 کو بحث کیلئے منظور کیا جائے؟

**قائد حزبِ اختلاف:** بات یہ ہے کہ جو گورنمنٹ نے حمایت کر دی ہے پھر اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، منظور ہو جاتی ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے منظور ہوئی لیکن have to ask the Members ا، ج 11 ممبرز کو پھر بھی اُس کی منظوری کیلئے آپ کی تعداد چاہیے۔ جو معزز ارکین تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔ بابت صاحب اور نظرالدزیرے صاحب زیادہ حق میں ہیں وہ کھڑے ہو گئے ہیں۔ چونکہ تحریک کو اسمبلی قواعد و انضباط کا مرجع 1974ء کے قاعدے نمبر (2)75 کے تحت مطلوبہ اکثریت حاصل ہوئی لہذا مشترکہ تحریک التوانہ 2 کو مورخہ 20 مارچ 2018 کے اجلاس میں بحث کیلئے منظور کیا جاتا ہے۔ بابت صاحب! پلیز اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ سردار صاحب! پلیز آپ مسلسل سیٹ پر بیٹھ کر کے بات کرتے ہیں مناسب نہیں ہے۔ آپ بہت سینئر پارلیمنٹریں ہیں مناسب نہیں ہے کہ آپ اس طرح سے بات کریں پلیز۔

سرکاری کارروائی۔ پلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

**میڈم اسپیکر:** وزیر صحبت! پلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) پیش کریں۔

**جناب عبدالماجد ابرڑو (وزیر صحبت):** میں وزیر صحبت، پلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

**میڈم اسپیکر:** پلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) پیش ہوا۔ لہذا مسودہ قانون نمبر 18 کو قواعد و انضباط کا رہنمایہ ایوان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تحت متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:** جناب میر محمد عاصم کرد گیلو، جناب شیخ جعفر خان مندو خیل، جناب میر عامر رند، جناب سید محمد رضا، صوبائی وزراء جناب عبدالرحیم زیارت وال قائد حزب اختلاف، ڈاکٹر حامد خان اچکزئی، جناب آغا سید لیاقت علی، جناب عبد اللہ بابت، ڈاکٹر عبدالمالک بلوج، جناب میر خالد خان لانگو، جناب رحمت صالح بلوج، انجینئر زمرک خان اچکزئی جناب، میر اظہار حسین خان کھوسہ، جناب میر محمد خان لہڑی، سردار عبدالرحمٰن کھیزان صاحب، جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب، محترمہ حسن بانور خشانی صاحبہ اور ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج صاحبہ، ارکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 110 پیش کریں۔

**میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مواصلات و تغیرات):** ہر گاہ کہ ملک میں حالیہ مردم شماری کے نتیجے میں صوبہ بلوچستان کی آبادی ایک کروڑ میں لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے جبکہ ایکشن کمیشن کی جانب سے مرتب کردہ نئی حلقة بندیوں کے مطابق بلوچستان کے لیے قومی اسمبلی میں تین جبکہ صوبائی اسمبلی کی نشستوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ جسکی وجہ سے عوام کے مسائل ان کی دہلیز پر حل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اور مختلف اقوام کا دست و گریبان ہونے کا بھی خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاتی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ بلوچستان کی بڑھتی ہوئی آبادی اور وسیع رقبے کو منظر کھکھلئی حلقة بندیوں پر نظر ثانی کرنے کی اشد ضرورت ہے جس کے تحت قومی اسمبلی کے لیے ضلع وار اور صوبائی اسمبلی کے لیے مزید (20) بیس نشستوں کا اضافہ کیا جائے تاکہ عوام میں پائی جانے والی بے چینی کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

**میڈم اسپیکر:** مشترکہ قرارداد نمبر 110 پیش ہوئی لہذا کوئی ایک محرک اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

**وزیر یحکمہ مواصلات و تغیرات:** محترمہ اسپیکر صاحبہ! آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان اسمبلی جب سے معرض وجود میں آئی، 1970ء میں اُس ٹائم غالباً بلوچستان اسمبلی کی سیٹیں آبادی کے لحاظ سے 23 تھیں اور رفتہ رفتہ جو census ہوئی اُسمیں آبادی بڑھتی گئی اور اسکے بعد میرے خیال میں بلوچستان اسمبلی کی سیٹیں 43 ہو گئیں۔ اُس کے بعد دوبارہ census ہوئی تو اُس کے نتیجے میں 51 ہوئیں خصوصی سیٹ، بینارٹی سیٹ دوسروں کو ملا کے 65 ہوئیں۔ اسپیکر صاحبہ اس سے پہلے بھی ہم نے اسمبلی کے فلور پر مطالبہ کیا تھا اور غالباً قرارداد بھی پیش کی تھی کہ بلوچستان کی جو 14 سیٹیں ہیں جو نیشنل اسمبلی میں جاتے ہیں مختلف پارٹیوں کے وہاں بالکل آٹے میں نمک کی طرح بالکل نظر بھی نہیں آتے ہیں یہ وہ کہا، آواز بھی اسمبلی میں گونج نہ سکی۔ ہم نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا کہ نیشنل اسمبلی کی سیٹیں بلوچستان کے 32 ڈسٹرکٹ ہیں 32 سیٹیں ہیں اور کوئی نہ کی پاپولیشن کافی زیادہ ہے کوئی کو پانچ نیشنل اسمبلی کی

سیٹین دی جائیں مگر حالیہ census میں ہماری بلوچستان اسمبلی کی آواز کو بالکل یکسر نظر انداز کیا گیا۔ یہاں کے معروف صیحتیں اور اس رقبے کے لحاظ سے ہمارے لئے یہ ناکافی ہے، بلوچستان کی آواز نیشنل اسمبلی میں نہ سنائی دیتی ہے اور نہ کوئی وہاں اُس سے متاثر ہوتا ہے نہ کسی کو فائدہ دے سکتے ہیں نہ کسی کونقصان دے سکتے ہیں، بلوچستان سے وزیر اعظم کا امیدوار اس اسمبلی کے اعداد شمار سے بنتا ہے اگر کسی نے مہربانی کی تو ٹھیک ہے otherwise کوئی آہی نہیں سکتا ہے، کیونکہ ہماری سیٹین کم ہیں ابھی جو حالیہ census میں جوانہوں نے نئے حلے بنائے محترمہ میں آپ کو بتاؤں شہید سکندر آباد، قلات، مستونگ، چاغی، نوشکی ابھی آپ یہ سیٹ لیں، خضدار سے شروع ہوتا ہے یا آپ کے سارے جو جوہاں، کابو، اسپنچی یہ سارے ایریے کوئٹہ تک touch ہوتے ہیں اور کوئٹہ سے مڑتا ہے آپ کے کردگاپ، نوشکی جو افغانستان کا بارڈر گلتا ہے تقریباً 6 سو کلومیٹروں رہ رباء تک جاتا ہے، رباء سے لیکر پھر وہ ماشکیل تک، پانچ ڈسٹرکٹس کی ایک ہی نشست نیشنل اسمبلی کی سیٹ دی گئی ہے۔ اور اُس کی آبادی ساڑھے دس لاکھ رکھی ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں آپ کے ایک ایم اے کی سیٹ آپ کے NWFP کے پورے صوبے سے بڑا ہے۔ خیبر پختونخوا سے آپ کا خضدار ڈسٹرکٹ بڑا ہے۔ محترمہ آپ خود جانتے ہیں ابھی میں نے مجیب صاحب سے پوچھا، میں خود بھی جاچکا ہوں اُن علاقوں میں آپ کے 70 سال ہوئے ہیں آپ کے ماشکیل میں اُس کا نمائندہ بیٹھا ہے ابھی تک کپی سڑک نہیں بنی ہے آپ کا کوئی ہسپتال وہاں ہے نہیں، واٹر سپلائی وہاں ہے نہیں، آپ کے جتنے بھی وہاں لوگ ہیں وہ انسان، جانور، بھیڑ بکریاں ایک تالاب سے پانی پیتے ہیں۔ پرسوں ہائی کورٹ میں جو پیشی تھی وہ کہتے ہیں واٹر بونڈ یہ کیا ہے اس کو بند کیا جائے، میں نے ہائی کورٹ کے معزز ججوں کو دعوت دی، میں نے کہا آپ آئیں میرے علاقے میں میں آپ کو دکھاتا ہوں انہی کھدوں سے انسان بھی پانی پیتا ہے اور جانور بھی پیتے ہیں اور مویشی بھی سارے اسی سے پیتے ہیں ہر تیسرا آدمی وہاں پیٹاٹاٹس بی اور سی کامریض ہے، میرے پاس آتے ہیں میں اُس کو بھیجتا ہوں کوئٹہ کے ہسپتالوں میں یہاں کے آپ کے کراچی کے ہسپتالوں میں، ہر وقت یہ پیٹاٹاٹس بی اور سی سے لوگ مرتے ہیں۔ اگر آپ دوسرے ملکوں کو دیکھیں اُن میں وہی جو سہولیتیں کیپٹیں میں ہیں وہ اُس سے ہزار میل ڈور، دو ہزار کلومیٹر دروڑہی سہولیتیں وہاں بھی میسر ہیں۔ میں تمیں سال سے ایم پی اے ہوں ابھی تک، ابھی بھی فنڈر لئے ہیں چھ سال سے میرے حلقے میں ایک ہے ہماری مچھ تھصیل میں، نہ وہاں روڈ ہے اور نہ وہاں بجلی ہے، کچھ بھی نہیں ہے، نہ ہسپتال ہے۔ جو ہم نے ڈسپینسری وغیرہ دیے ہیں، واٹر سپلائی ابھی دیے ہیں۔ بجلی کے لیے ہم نے 7 سال سے ہم نے پیسے دیے ہیں مگر وہ ابھی تک نہیں لگ سکا۔ مگر جو نمائندگی علاقوں کی چھوٹی ہو گئی تو ان لوگوں کو بھی وہاں پر سہولیتیں ملیں گی۔ ابھی آپ مجھے بتائیں ایک آدمی خضدار سے قلات سے وہ اپنے area ماشکیل تفتان آپ

کے نو کونڈی والیندین، مستوگ اور قلات کو کس طریقے سے وہ نمائندگی کرے گا۔ ایک خالد جان کا حلقة ہے اتنا بڑا ہے کہ وہ اپنے علاقوں کو نہیں پہنچ سکتا، اب یہاں یہ سارا ایک MNA burden MPA پڑا لتے ہو تو وہ کس طرح ہو گا۔ ہمارے کھجوری مچھ میں ہے بارڈری اُس میں ہے نواب شاہ ہوانی صاحب شاید میٹھے ہوں وہ جانتے ہیں نواب صاحب! ادھر آج تک سڑک ہے نہ بجلی ہے نہ ہسپتال ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

تو بی میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ جاپان کو لے لیں اُس سے دو ہزار کلو میٹر دور روس کے بارڈر پر ”ایکائو“ اُسکا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ Tokyo capital میں جو سہولیات موجود ہیں وہ ادھر بھی ہیں۔ ٹرین سروں، میڈیکل کالج، ہسپتال اور اسکول سب کچھ آپ کا جو سہولتیں آپ کو Tokyo میں ملیں گی آپ کو Akato میں بھی وہ سہولتیں ملیں گی۔ آپ England کو لے لیں جو سہولتیں لندن سٹی میں ہیں آپ کو اسکاٹ لینڈ میں بھی وہی سہولتیں ملیں گی۔ مگر اپسیکر صاحب! میری سمجھ میں نہیں آتا پہلے بلوچستان کی آبادی 65 لاکھ تھی ہماری وہی نشستیں تھیں ابھی ایک کروڑ پچیس لاکھ ہے پھر بھی ہماری نشستیں وہی ہیں۔ پہلے تو 70ء کی دہائی میں 23 تھیں پھر اُس کے بعد بڑھ گئیں۔ پھر اُس کے بعد بھی جب census ہوئی پھر بڑھ گئیں۔ پہلے بلوچستان میں 1970ء میں نیشنل اسمبلی کی 30 تھیں، اُس کے بعد بھی بڑھ گئیں۔ مگر اس دفعہ بی بی ایمیں آپ سے کہوں کہ ہمارے ساتھ سراسر ظلم ہوا ہے ایک عوامی نمائندہ ان علاقوں کو پہنچ نہیں سکتا۔ دوسرا جو حلقة بندی کی گئی یہ بالکل ایکشن نہیں ہو گا، لوگ لڑیں گے کشت و خون زیادہ ہو گا۔ میں پہلے بھی مطالبة کر چکا ہوں کہ اس میں آبادی پاپولیشن تو صحیح ہے اپنی جگہ جیسے پچھلے NFC award میں صرف پاپولیشن پر تھا کہ پاپولیشن پر وہ پیسے دیے جاتے تھے province کو مگر جب ہم نے NFC award کرایا تو اُس میں آبادی اپنی جگہ پسمندگی رقبہ، غربت اور آمدن کو بھی رکھا گیا۔ میں یہ مطالبة کرتا ہوں بی بی! جیسے دوسرے ملکوں میں ایران کو آپ لے لیں سیستان بلوچستان اس کا ایک صوبہ ہے اُس میں آبادی اور رقبہ دونوں کو لیا گیا۔ اسی طرح صوبہ خراسان میں بھی آبادی اور رقبہ کو لیا گیا ہے۔ اندھیا میں بھی اسی طرح آبادی اور رقبہ کو۔ دوسرے ملکوں میں تو ایسے ہیں مگر یہاں بالکل یہ عجیب ہے۔ تو میں یہی مطالبة کرتا ہوں بی بی! کہ اس میں جتنی بھی پاپولیشن ہے 20% رقبے کے اُس میں endorse کیا جائے تاکہ یہاں کے جو عوامی نمائندے ہیں صحیح معنوں میں ایک علاقے کی نمائندگی کر سکیں۔ thank you

**میڈم اپسیکر:** thank you جی آغارضا صاحب!

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج:** میڈم! میرے خیال میں معزز رکن نے چونکہ ایک مشترکہ قرارداد ہے ہم سب کی

نمائندگی کی لہذا اس پر رائے اگر لے لی جائے تو اچھی بات ہو گی۔

**میڈم اسپیکر:** ڈاکٹر صاحب! آپ کی مناسب بات ہے۔ لیکن میں ہر پارٹی سے ایک ایک ممبر کو لوں گی تاکہ وہ اپنی بات کر سکیں۔ آغارضا صاحب! آپ پلینز پہلے۔

سید آغا محمد رضا (وزیر قانون و پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمن الرحيم - حالیہ مردم شاری میں جس طرح سے ایک figure ہمارے پاس آیا ہے تقریباً سو کروڑ کی آبادی ہے بلوچستان کی اور پھر بلوچستان کا رقبہ تقریباً پاکستان کا آدھا بنتا ہے تو نیشنل اسمبلی کی سیٹیں صرف تین اُس حساب سے بڑھائی گئی ہیں جبکہ صوبائی اسمبلی کی نشتوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ یہ اپنی جگہ ایک alarming situation ہے۔ اور جوئی حلقة بندیاں ہوئی ہیں اُس حوالے سے بہت زیادہ grievances ہیں لوگوں کی، بہت زیادہ خدشات لائق ہیں لوگوں کو کہ اب تک نہ تو اُس سلسلے میں کوئی سنجیدہ کوشش کی گئی ہے کہ عوامی نمائندوں کو confidence میں لیا جائے مختلف سیاسی جماعتوں کو confidence میں لیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ right from the beginning کونسلر حضرات سے لے کے، تو صوبائی اسمبلی پھر قومی اسمبلی کے ممبران کو باقاعدہ ایک بریفنگ دی جانی چاہیے تھی کہ سرکل سے کیا مراد ہے اور نئی ٹیکنا لو جیز جوانہوں نے ایجاد کی ہیں چارچ سے کیا مراد ہے اور کہاں کہاں سے انہوں نے تقسیم بندیاں کی ہیں۔ جیسے ابھی گیلو صاحب نے فرمایا یہ ابھی تو برادر اقوام کو وَست و گریبان کرنے کی بات ہو گی۔ اگر مناسب طریقوں سے، آپ یہ جانتی ہیں کہ کوئی میں پاکستان کی تقریباً تمام نمائندگی موجود ہے۔ ہر بولی بولنے والا یہاں جو پاکستان میں ہے وہ کوئی میں موجود ہے تقریباً۔ تو اُس حوالے سے اگر یہاں حلقة بندیاں درست طریقے سے نہیں ہوئیں تو اُس حوالے سے لوگوں کے خدشات بہت زیادہ ہیں۔ ایک مناسب طریقہ کارپانا یا جانا چاہیے اور سب سے پہلے اس چیز کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ صوبائی سطح پر پھر قومی سطح پر ایک بریفنگ کا اہتمام کیا جانا چاہیے تاکہ جو خدشات ہیں لوگوں کے ذہنوں میں وہ دور ہو سکیں۔ Thank you very much.

**میڈم اسپیکر:** خالد لانگو صاحب!

میر خالد خان لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم - Thank you Madam Speaker میڈم! یہ جو قرارداد ہم لائے ہیں اس پر مجھے بہت جگہی ہوئی ہے جو ہماری حلقة بندیاں کی گئی ہیں حقیقت میں ماگیلا صاحب نے اور رضا صاحب نے اس پر سیر حاصل بحث کی۔ میں اس پر اپنا یہ input دیا چاہوں گا کہ میڈم اسپیکر! جیسے مانے کہ واقعی ہماری نیشنل اسمبلی میں بلوچستان کی نمائندگی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے وہ پندرہ سیٹوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے جہاں تین سو چار سو سیٹیں ہوں تو بالکل اس کو بلوچستان کو چونکہ یہ فیڈریشن ہے یہ ہمارا ملک ہے سب کا ملک ہے

ہمارا دلن ہے۔ تو اس میں سب کی جو صوبوں میں یا اقوام میں جو احساس محرومی ہے اسکو، یہ فیڈریشن کی ذمہ داری بنتی ہے، یہ وفاق کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان صوبوں میں برادر اقوام میں وہ جو ایک احساس محرومی ہے یا احساس مکتمپی کی جو کیفیت ہے اُس کو ختم کرنے کے لیے کم از کم جیسے ہماری سینٹ میں برابر نمائندگی ہے تمام صوبوں کے ساتھ تو اُس میں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اب جدھر تین سو سیٹیں ہوں چار سو سیٹیں ہوں اور ہماری 14 سیٹوں کی کوئی حیثیت وقوعت نہیں۔ تو یہ ہمارا بالکل ایک جائز مطالبہ ہے کہ ہماری نیشنل اسمبلی کی 50 سیٹیں ہونی چاہئیں۔ اگر 50 نہیں ہوتیں تو کم از کم ہر ڈسٹرکٹ پر ایک نیشنل اسمبلی کی سیٹ دے دینی چاہیے۔ باقی میدم اسپیکر ایہ جو قومی اسمبلی کی، مجھے تو بہت دکھ اور افسوس ہوا کیوں کہ ظاہر ہے ایکشن کمیشن میں ہمارے بھی لوگ ہیں۔ اور ایکشن کمیشن کے خاص کر جو سیکرٹری صاحب ہیں وہ بہت اچھے انسان ہیں اور ہمارے یہاں serve کر کے گئے ہیں اسٹینٹ کمشنر سے لے کر پھر یہاں چیف سیکرٹری بھی رہ کے گئے ہیں باہر یعقوب صاحب۔ تو مجھے بہت تعجب ہوا کہ ان کی موجودگی میں ان کے ہوتے ہوئے یہ جو حلقة بندی کی گئی ہے میدم اسپیکر! تقریباً کم و بیش 70 ہزار سکوار کلومیٹر پر ہماری قومی اسمبلی کا حلقة بنادیا گیا ہے، پہلے یہ مستونگ سے start ہوتا تھا مستونگ، خالق آباد، قلات اور سکندر آباد۔ اگر کوئی MNA نکلتا اپنی campaign چلانے کے لیے تو مستونگ سے رات تک پہنچ سکتا تھا ایک دو جلسے کر کے تیوں districts میں۔ اب میدم اسپیکر! ہمیں جو حلقة دیا گیا ہے خضدار ڈسٹرکٹ کے بارڈر سے لے کر پھر ہمیں تفتان تک دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ مستونگ آنا ہوتا ہے پھر۔ میدم اسپیکر! یہ بتا ہے 1100 کلومیٹر۔ 1100 کلومیٹر اور 70 ہزار سکوار کلومیٹر بتا ہے۔ اب مجھے پتہ نہیں دیسے۔ بہت اچھے انسان ہیں جیسے میں نے کہا اور ان کو بلوچستان سے بہت ہمدردی ہیں وہ بلوچستان میں اسٹینٹ کمشنر سے لے کر چیف سیکرٹری تک serve کر گئے ہیں ان کی موجودگی میں سیکرٹری ایکشن کمیشن باہر یعقوب صاحب کی موجودگی میں اس طرح کی حلقة بندی جو بلوچستان کے dynamics سے ہر چیز سے واقف ہیں اُس کے باوجود اس طرح کا حلقة بنانا یہ تو ہر شخص سے ہر ووڑ سے مانا تو بہت دور کی بات ہے، یہ پانچ سال اگر MNA elect بھی ہو جائے جو ہمارا بلوچی میں ہوتا ہے کلی یاد بیہات اُس میں بھی پانچ سال میں ہر کلی اور بیہات تک بھی وہ MNA نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائیکہ وہ ان کو جو basic needs of the life ہیں جو بنیادی ضروریات زندگی ہیں وہ فراہم کر سکے وہ تو بالکل ناممکن ہے۔ اب میدم اسپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں میر محب صاحب واٹک کے ایم پی اے ہیں اور میر عبدالکریم صاحب خاران کے ایم پی اے ہیں۔ اب ان دونوں کو ایک بنادیا گیا ہے دو حلقات ختم کر کے ایک حلقة بنایا گیا ہے۔ اب واٹک کی آبادی ایک لاکھ 76 ہزار ہے، خاران کی ایک لاکھ 56 ہزار ہے اور یہ بنتے ہیں ان کا جو ایریا دیکھا جائے 49 thousands

square kilometers یہ KP سے ٹھوڑا سا چھوٹا ہے۔ اور دوسری جو سب سے بڑی سب سے ضروری اور سوچنے کی بات ہے جیسے میرے فضل دوستوں نے نمبر ان نے کہا کہ اس میں، چونکہ ہمارا صوبہ بہت sensitive ہے میڈم اسپیکر! ہمارے ہاں جتنے بھی جو قبائلی جھگڑے ہوئے ہیں وہ ایکشن کی وجہ سے ہوئے ہیں ان کی ابتدا ایکشن پر ہوئی ہے۔ اب کچھی کا ایک حلقة کر دیا گیا جہاں کرد قبائل بھی ہیں رند اور ریسائیانی قبائل بھی ہیں جن کی بہت بڑی دشمنی ہے پہلے ان کے حلقات اگلے تھے چلو ایک بات بتتی تھی کوئی دوسرے کے حلقات میں interfere نہیں کرتا تھا۔ اب ان کو ایک حلقات بنا دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ تو میں نہیں کہتا ہوں الزام نہیں لگاتا ہوں لیکن یہ ہمیں آپس میں لڑانے کی بھی ایک مجھے اس پر خدشہ ہے کہ خدا نخواستہ اس طرح ہو گا اللہ نہ کرے۔ تو اس پر کم از کم ہمارے صوبائی اسمبلی کے جو پہلے حلقات تھے جس طرح تھے ان کو is it as رہنے دیا جائے اور جو قومی اسمبلی کی ہماری سیٹیں ہیں ان کو 50 اگر نہیں ہوتیں تو ہر district پر ایک نیشنل اسمبلی کی سیٹ دی جائے تاکہ جو پہلے سے احساس کمرتی ہے جو احساس پسمندگی ہے بلوچستان کے لوگوں میں وہ ختم ہو سکے۔ thank you madam speaker

**میڈم اسپیکر:** thank you z Z مرک خان صاحب!

**انجینئر زمرک خان اچکزئی:** شکر یہ میڈم اسپیکر، مشترکہ قرارداد جو پیش ہوئی ہے حقیقت میں جب سے یہ حلقات بندیاں ہوئی ہیں اُسی دن سے بلوچستان کے عوام میں قبائلی جو ہمارے لوگ ہیں اور سیاسی پارٹیوں میں ایک تشویشاک صورتحال پائی جاتی ہے۔ ہر ایک کی زبان پر یہی بات ہے کہ ان حلقات بندیوں کو از سر نو تشكیل دیا جائے۔ جب یہ بن گئی تھی تو اُس وقت سے میں نے ایک پر لیں کانفرنس کی interviews دیے کہ ان کو غیر فطری طریقے سے بنایا گیا ہے۔ ایکشن کمیشن سے ہماری بات ہوئی۔ ان کے بڑوں سے بات ہوئی اسلام آباد میں یہاں کوئی نہیں کہ آپ نے کس بنیاد پر ان کو بنایا ہے، کس طریقے سے آپ نے ایک آبادی کو کو complete کرنے کے لیے یا مکمل کرنے کے لیے کون سا formula آپ نے اپنایا ہے تو ان کے پاس کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ وہ ہمیں مطمئن کر سکتے۔ میں نے ان کو بتایا کہ دیکھیں بلوچستان ایک قبائلی روایات رکھتا ہے۔ یہاں سیاسی پارٹیاں وجود رکھتی ہیں یہاں مختلف قبائل رہتے ہیں ان کو منظر رکھ کر آپ کو حلقات بندیاں تشكیل دینی چاہیے۔ کم از کم آپ تجوہ ایز لیتے کسی کو نہ بھایا گیا کسی سے نہ پوچھا گیا نہ کسی سیاسی پارٹی سے نہ قبائلی مشران سے نہ کوئی جرگہ کیا گیا ویسے ہی غیر فطری طریقے سے انہوں نے یہ تشكیل دے دیں۔

**سید آغالیاقت علی:** میڈم اسپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔ یہ تو آپ لوگوں کی ذمہ داری ہیں سارے مفسٹر اُٹھ کر چلے جاتے ہیں لا لا۔

**انجینئر زمرک خان اچکزی:** پورا ہے 17 ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** اُس وقت کورم پورا تھا آپ نے غلط لگنا ابھی اٹھ کر گئے ہیں۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** کورم کو پورا کریں اُسکی نشاندہی نہ کریں تو بہتر ہے۔ یہ important issue ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ہر مرکز کو اس بات کو سمجھنا چاہیے اور اپنی responsibility کو اُس وقت 17 تھے آغا صاحب اپرے ممبرز تھے میں نے خود count کیا۔

**سید آغالیاقت علی:** آپ رولنگ پارٹی کو دیکھیں ایک آدمی یادو آدمی بیٹھے ہیں اس طرح تو نہیں ہوتا کہ کورم ہم پورا کریں اور مزے وہ لوٹیں۔

**میڈم اسپیکر:** آغا صاحب! it's not a matter کہ وہ پورا کریں یا یہ پورا کریں اس وقت بہت اہم گفتگو ہو رہی تھی اور کورم پورا تھا آپ لوگوں کے بندے اٹھ کر چلے گئے اور کورم تھوڑا۔ بہر حال ابھی پانچ منٹ کے لیے bells بجھائی جائیں۔

**قائد حزب اختلاف:** کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کورم پورا کرے۔

**میڈم اسپیکر:** جب آپ نہیں تھے زیر القوal صاحب! اس پر بات ہو چکی ہے اور انہیں ہم instructions بھی دے چکے ہیں۔ وزیر قانون نے با قاعدہ ان کا ایک بہت اہم مسئلہ تھا وہ اجازت لے کر گئے ہیں، یہ کہنا کہ وہ اٹھ کر گئے ہیں یا یہ اٹھ کر گئے ہیں اس وقت انہائی اہم بحث ہو رہی تھی۔ آپ لوگ اپنے صوبے کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے تین دفعہ instructions دیں۔ ابھی تو وہ کریں یا نہ کریں ہم تو اپنی کارروائی چلائیں۔ اتنی اہم بحث ہو رہی تھی آپ لوگوں نے اس پر کورم کی نشاندہی کی۔ اُس وقت کورم پورا تھا۔

(اس مرحلے میں کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

**میڈم اسپیکر:** جی زمرک خان! کورم پورا ہو گیا ہے آپ اپنی speech جاری رکھیں۔

**انجینئر زمرک خان اچکزی:** شکر یہ میڈم اسپیکر۔ اس پر میں اتنی عرض کروں، میں مختصر آبات کروں گا کہ بلوچستان ایک بہت بڑا صوبہ ہے رقبے کے حوالے سے اور natural resources یہاں ہیں قدرتی خزانے جو ہم کہتے ہیں۔ اور پاکستان 1947ء سے لیکر کے جب سے ہمیں آزادی ملی ہے آدھا پاکستان وہ ہمارے صوبے سے چلتا ہے۔ گیس یہاں سے ملتی ہے کوئلہ یہاں سے ملتا ہے پانی یہاں سے ہے سمندر یہاں کا ہے۔ لیکن وہ جیشیت ہمیں نہیں دی گئی اس ملک میں اس بلوچستان کو جو چاہئے تھا کیونکہ strategic ہماری جو حیثیت ہے بلوچستان کی پاکستان میں سب صوبوں سے زیادہ ہے۔ نہیں ہے بالکل یہاں جو حالات بنتے ہیں، بلوچستان صحیح ہو گا تو پاکستان

صحیح ہوگا۔ بلوچستان میں اگر حالات خراب ہوں گے تو پورے پاکستان میں حالات خراب ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اہم صوبہ ہے جو پاکستان میں ریڑھ کی بڑی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اُس کو وہ حیثیت نہیں دی گئی آپ دیکھ لیں جو ایکشن کا وقت آتا ہے آپ کی کتنی بڑی پارٹیاں ہیں جو بلوچستان کا دورہ کرتی ہیں۔ یہ تو ہماری چھوٹی پارٹیاں وجود رکھتی ہیں اُس سے ہٹ کے ہے اُن کی لیڈر شپ۔ آپ دیکھیں پیپلز پارٹی، ان لیگ یا ابھی جوئی پارٹیاں بنی ہیں اس کی لیڈر شپ تین تین سال میں بھی یہاں نہیں آتی ہیں۔ کیونکہ اُن کو یہاں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں اس کی 14 سیٹیں ہیں اس کی کیا حیثیت ہے۔ اس صوبے کی نہیں کوئی وہ حیثیت نہیں ملتی ہے اس لیے کہ ہم یہاں اقیمت میں ہے صوبہ سب سے بڑے وسائل جو ہمارے خزانے ہیں وہ سب سے بڑے ہیں۔ پاکستان کو چلنے والے ہم لوگ ہیں لیکن کوئی آتا ہی نہیں ہے آپ دیکھیں اگر کسی نے دعوت دی یا پیپلز پارٹی کو، یا (ان) لیگ کو یا اُن کی لیڈر شپ کو۔ اگر وہ کوئی زحمت کریں یہاں جلسہ کریں تو ٹھیک ہے نہیں تو خود وہ campaign نہیں چلاتے ہیں وہ پنجاب میں سارا وقت اُن کو گزرتا ہے کیونکہ اُن کی وہاں سیٹیں ہیں وہ کہتے ہم نے 250,300 سیٹیوں کے لیے محنت کرنی ہے۔ ہم نے 14 سیٹیوں کو کیا کرنا ہے۔ تو اس بندیا پر بلوچستان کی وہ حیثیت سیاست میں نہیں ہو نی چاہئے۔ ہم یہی سمجھتے ہیں جو پہلے ہم نے کہا جہاں آبادی زیادہ ہے اُن کو آپ سیٹیں دیدیں۔ آپ اُن سیٹیوں کو کیوں چھیڑتے ہیں اُن حلقة بندیوں کو کیوں چھیڑتے ہیں جہاں سے قبائل کے درمیان دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں ایک خطرناک صورتحال پیدا ہوتی ہے ایک دوسرا کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جان بوجھ کے ایکشن کمیشن نے ان کو mix کر دیا۔ اور ایسے ایسے حلقوں کو ایک ساتھ ملا دیا ہے کہ اُن سے اور خطرناک نتائج حاصل ہو گئے۔ اس کی ذمہ داری کس پر ہو گی یہ سب سے پہلے ایکشن کمیشن پر ہو گی۔ کہ وہ جا کر ان چیزوں کو ٹھیک کر لیں نہیں ٹھیک ہو گا تو یہ ساری صورتحال کی ذمہ داری اُن پر ہو گی۔ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ان کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں کی آبادی جس طرح گیلو صاحب نے کہا غربت، آبادی، پسمندگی اور سب سے بڑا ان سے ہٹ کے رقبے کو مدنظر رکھا جائے۔ یہاں کچلاک سے تفتان تک آپ کا ایک حلقة ہوتا تھا قومی اسمبلی کا آپ اُس پر اس طرح کتنے روڑ بنا سکیں گے ایک روڑ ہم نہیں بناسکتے ہیں۔ 7 سو کلومیٹر کے درمیان کتنے ہسپتال بنائے گئے یہ توجہ فنڈ ملے گا جب ہمیں وہ وسائل ملیں گے جس سے ہم اپنے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں اُن کو بھلی پہنچا سکیں، اُن کو پینے کا پانی دے سکیں اُن کو اسکول دے سکیں کالج دے سکیں یہ تو اس وقت ہو سکتا ہے جب آپ کی سیٹیں بڑھ جائیں گی۔ جب آپ کے اتنے areas ہوں گے کہ ایک MNA اور ایک IMPA اُن کو حل کرنے کی کوشش کر سکے، لیکن وہ نہیں دیتے ہیں۔ اب تو اور بھی بڑا حلقة دیا وہ تو چھوڑ دو، ہر نائی، زیارت، دکی، لورالائی، موسیٰ خیل، پانچ ضلعوں پر ایک قومی اسمبلی کی سیٹ بن گئی۔ آپ بنادیں لیکن

آپ area کو دیکھیں ابھی جس طرح واشک ہے، واشک سے پتہ نہیں پہنچ گور، آواران سے پتہ نہیں کدھر کدھر ملادیا۔ تو آپ یہ دیکھیں یہ لوگ کس طرح جائیں گے کس طرح پہنچیں گے ابھی تو میرے خیال سے گورنمنٹ کو چاہئے ایک ہیلی کو پڑ بھی مہیا کریں۔ کہ ایک MPA اور IMA اپنے حلقے میں ایک ماہ campaign چلا جائیں گے تو کاڑیوں پر تو پھر نہیں پہنچ سکیں گے۔ وہ ہیلی کو پڑ سے پہنچ سکتے۔ کس کس گاؤں میں جائیں گے، کس طرح لوگوں کو convince کریں گے کہ ووٹ دیدو۔ اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ابھی جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس پر سارے دوستوں سے یہ گزارش ہے یہ نہیں کہ میرا حلقة ٹھیک کرو۔ میں کہتا ہوں فاعلہ عبداللہ کو ٹھیک کرو، فاعلہ عبداللہ کو جس طرح اٹھایا ہے فاعلہ عبداللہ چلو پھر بھی بہتر ہے کچھ لیکن میں کہتا ہوں پھر بلوچستان کو جس طرح خالد صاحب نے کہا 50 سیٹیں دیدو تو تب فیڈرل میں ہماری کوئی حیثیت بنے گی۔ تب ہمارے پاس بڑی بڑی لیڈر شپ آئیں گی جسے کریں گی۔ ہمارے پاس آئیں گی ہمیں request کریں گی جی ہمیں مرکز میں support کرو۔ اگر ان 14 سیٹیوں پر 15 سیٹیوں پر 16 سیٹیوں پر کھیں گے۔ تو ہم اُسی حیثیت سے جائیں گے، جس طرح فنا بھی ہم سے زیادہ ہے فنا کو 8 سیٹیں ملی ہوئی ہیں تو میں اسے area کیا ہے۔ بلوچستان کو دیکھو فنا کو دیکھو یا خیبر پختونخوا کو دیکھو سب ہمارے بھائی ہیں ہم ان کی حمایت کرتے ہیں اُنکی بڑھادیں ہماری بھی بڑھا دیں، جہاں آبادی زیادہ ہوئی ہے میں آخر میں اتنا کہوں گا میری یہ suggestion ہے جدھر جدھر ابھی چمن کی آبادی 4 لاکھ 35 ہزار پر ایک سیٹ ہے تو چن کو دو سیٹیں دو فاعلہ عبداللہ کی دو سیٹیں اپنی جگہ پر کردو۔ تو تب چار سیٹیں ملیں گی، کوئی نہ کو 3 سیٹیں دے رہے ہو تو اپر سے لا کردو۔ ان کی سیٹیوں کو تقسیم مت کرو جہاں جو پرانی حلقہ بندیاں ہیں ان کو نہ چیڑ و ان کو اور سیٹیں دو اسی طرح ہر نائی، زیارت اور واشک کی ہے ان کو اپنی حیثیت میں بحال کردو۔ اس طرح نہیں ہو سکتا میری یہی تجویز ہے ہماری قوی اسے میں اسے سیٹیں جس طرح میر خالد لاگونے کہا 50 ہوئی چاہئیں۔ صوبائی اسمبلی کی 20 سیٹیں ہوئی چاہئیں جس میں ہم نے یہاں mention کی ہوئی ہے تو اس حیثیت سے ہمارے بلوچستان کے حالات بھی ٹھیک ہونے گے۔ فیڈرل کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات، ہمارے عوام خوش ہو جائیں گے اور ایک اچھا تاثر ملے گا۔ گورنمنٹ کی طرف سے فیڈرل کی طرف سے الیکشن کمیشن کی طرف سے کہ بلوچستان کے ساتھ انہوں نے انصاف کیا ہے۔ بہت بہت شکریہ ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی نصر اللہ زیرے!

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** thank you میڈم اسپیکر صاحبہ۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یقیناً اس کو تمام پارٹیوں نے مشترک طور پر لایا ہے۔ میڈم اسپیکر! جس طرح نئی حلقہ بندیاں کی گئی ہیں جب ان سے پوچھا گیا

آپ کا formula کیا ہے؟ ایک سے کہتے ہیں کہ قومی اسمبلی کا 7 لاکھ 70 ہزار سے 80 ہزار تک کا ایک حلقة ہونا چاہئے۔ اس کے چالے۔ صوبائی اسمبلی میں کم از کم 2 لاکھ 33 ہزار سے لیکر کے 2 لاکھ 50 ہزار تک کا ایک حلقة ہونا چاہئے۔ اس کے بعد ان کا یہ formula ہے کہ جو دیہات کے علاقے ہیں وہاں ایک کا گو حلقة ہوتا ہے اُس کے بعد پٹوار سرکل ہوتا ہے، اُس کے بعد ایک موضع ہوتا ہے۔ ان کا formula یہ ہے کہ ہم پٹوار سرکل نہیں توڑ سکتے، پھر شہر کے جو علاقے ہیں وہاں charge census block ہے، اُس کے بعد ہم نے سرکل بنایا ہے۔ لیکن ایک طرف ان کا formula کہ اس بنیاد پر ہم نے مختلف علاقوں میں مختلف districts میں نے حلقة بنائے ہیں۔ لیکن اُس میں جب ہم نے ان سے بحث کی تو اُس میں بڑا کھلا ضدا آ رہا تھا۔ ایک طرف ایک قومی اسمبلی کا حلقة 10 لاکھ آبادی پر مشتمل ہے ایک طرف ایک صوبائی اسمبلی کا حلقة 4 لاکھ 30 ہزار پر مشتمل ہے چن کا۔ دوسری طرف ایک قومی اسمبلی کا حلقة 3 لاکھ 80 ہزار پر مشتمل ہے۔ تو یہ ایک طرف پورا قومی اسمبلی کا حلقة اتنی چھوٹی آبادی پر ایک طرف صوبائی اسمبلی کا حلقة اتنی آبادی پر لیکن اس کے باوجود ابھی دو ڈویژن سبی کی ایک historical background ہے۔ سبی، ہمیشہ سبی، ہرنائی، زیارت یا ایک قومی اسمبلی کا حلقة ہوا کرتا تھا۔ اب انہوں نے سبی کو علیحدہ کیا ہے ہرنائی آپ کا زیارت آپ کا سنجاوی آپ کا ڈکی آپ کا لورالائی، میسٹر، موسیٰ خیل اور وہ پنجاب کے بارڈر تک تو نسہ شریف سے لیکر کے کوئی کی پہاڑیوں تک آپ کا ایک حلقة بن رہا ہے۔ یہاں دو ڈویژن مختلف علاقوں تاریخی بیک گراوڈ کو متاثر کیا جا رہا ہے۔ وہاں رہنے والے اقوام کے تاریخی کردار کو ان کی حیثیت کو متاثر کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح آپ دیکھیں کہ، کوئی کی میں بات کروں گا۔ کوئی میں جو نئے تین حلقات بنائے گئے ہیں وہ حلقات بندیاں یہاں پر کھلا کھلا پٹوار سرکل کو بھی توڑا ہے، مختلف جو sensus block ہیں ان کو توڑا ہے سرکل کو توڑا ہے آپ کے چارج کو توڑا ہے۔ پہنچیں کہاں سے انہوں نے ایک سیٹ بنائے پوری ایک پٹی ہندو ڈک سے لیکر کے سیٹلائٹ ٹاؤن تک ایک پٹی پر ایک سیٹ بنائی گئی ہے۔ پھر جی جی صوبائی اسمبلی کی بات کر رہا ہوں پھر آپ کا پورا کینٹ سے لیکر کے اس طرف سے لیکر کے وہ سیٹلائٹ ٹاؤن تک ایک حلقة بنایا ہوا ہے۔ وہاں جو رہنے والے لوگ ہیں ان کے حقوق متاثر ہو رہے ہیں۔ ایک خاص بنیاد پر وہاں حلقة بندیاں کی گئی ہیں۔ ایک قینچی اٹھائی گئی ہے کہ اس آبادی کو کاٹ لو، اس سرکل کو کاٹ لو اس کے بجائے اُس سرکل کو ڈال دو۔ ابھی ایک ساتھ متصل رہنے والے لوگوں کا یہ حق بن رہا ہے کہ وہ ایک سیٹ میں رہیں۔ یہ ان کا آئینی قانونی حق بن رہا ہے۔ آپ نے ایک علاقے کو یہاں سے اٹھایا ہے ایک علاقے کو وہاں سے اٹھایا ہے ان کے درمیان، ایسا بھی ہے کہ کوئی سرکل وہاں touch بھی نہیں ہو رہا ہے۔ درمیان میں کینٹ ہے اُس کو علیحدہ کیا ہے کینٹ کے ایک حصے کو ایک سیٹ میں ڈالا گیا ہے دوسرے حصے کو دوسرے حصے میں

شہباز ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن کو کسی اور سیٹ میں ڈالا گیا ہے۔ تو یہ حلقة بندیاں قطعاً ناقابل قبول ہیں۔ اس قرارداد میں جس طرح کہا گیا ہے کہ وہ تو وفاقی حکومت تھی وہاں پیپلز پارٹی والے تھے وہ نہیں چھوڑ رہے تھے۔ پھر وہ متفق ہو گئے کہ قومی اسمبلی کے حلقات نہیں بڑھائیں گے وہ جو قومی اسمبلی کے حلقات اُس کو redemarcation کریں گے اُسکوئی آبادی کی بنیاد پر ہم تقسیم کریں گے۔ اس لیے ہماری آبادی بڑھ گئی ہمیں جو کچھ سیٹیں خیرات میں مل گئی ہیں دو سیٹیں دو جزوں کی اور ایک خواتین کی۔ اور صوبائی اسمبلی کی وہی 51 سیٹیں ہیں۔ ابھی ہر نائی کا حلقة ہے اُس کی سیٹ چلی گئی۔ میر مجیب کی ہے باقی سیٹیں ہیں وہ ختم ہو گئیں۔ اب ایک علاقے کا عوام کا نامانندہ، تو اگر اس طرح ممکن ہے سیاسی پارٹیاں بڑی سیاسی پارٹیوں سے مسلم لیگ ہے آپ کی پیپلز پارٹی ہے وہ وفاق میں اب اس پر دوبارہ قانون سازی کریں کہ ابھی ہم تو زیادہ متاثر ہوئے۔ پھر وہ تو بڑا ایشو ہے قانون سازی۔ لیکن جو حلقة بندیاں نیچے کی گئی ہیں جو وارڈ وائز، سرکل وائز، پٹوار سرکل، یہ جو کیا گیا ہے اس میں بھی انہوں نے ایک خاص ذہن بنا کے حلقة بندیاں کی ہیں جو ناقبل قبول ہیں۔ لہذا اس قرارداد کو منظور کیا جائے فی الفور ایکشن کمیشن اس پر ہنگامی بنیادوں میں تبدیلی کرے اور اس پر اپنا کام مکمل کرے۔ شکر یہ۔

**میدم اسپیکر:** شکر یہ۔ جی مولوی معاذ اللہ صاحب۔

**مولوی معاذ اللہ:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میدم اسپیکر! جو مشترکہ قرارداد پیش ہوئی یہ پورے صوبہ بلوچستان کی ضرورت ہے۔ جیسے ساتھیوں نے عرض کیا ہے یقیناً جب سے یہ فاضل ممبر ان اس اسمبلی میں آئے ہیں اُس وقت سے اپنے مفادات کی شکایت کر رہے ہیں اور صوبائی حکومت سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وفاق سے رجوع کر کے ہمیں اپنے حقوق ملنے چاہئیں۔ تو آخری اسمبلی یا ان تمام اسمبلیوں کے اختتام پر بلوچستان کو یہ صدھ ملا کر وہ پہلے صوبائی اسمبلیاں اور صوبائی اسمبلیوں کے حلقات اُس کو توڑ کر کے بیس کے بجائے پندرہ کر کے بیس کے بجائے پندرہ کرداری تینیں کے بجائے بیس کرداری اور اس کے عوض میں صرف بلوچستان جو کہ پورا پاکستان کے عوام اس پر متفق ہیں کہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان ہے رقبے کے لحاظ سے تو اُس کو تین قومی سیٹ دے کر اُس کے عوض میں ہمارے صوبائی حلقات کو کاٹ کر کے ہمارے صوبہ بلوچستان کے عوام کو مزید پسمندہ رکھنے کیلئے اور یا مزید پریشانی میں رکھنے کیلئے عمل کیا گیا معزز ارادتیں جو قرارداد لائے ہیں اس کو فی الفور منظور کر کے اپنے یہاں جتنے فاضل ممبر ان ہیں ان کے قائدین مرکز میں ہیں پہلے ان سے رابطہ کیا جائے کہ کب تک ہمارے ساتھ ظلم ہوتا رہے گا اور ان کے توسط سے وہاں جو اس ملک پر حکمرانی کرتے ہیں یا قانون بناتے ہیں ان سے عرض کیا جائے کہ بلوچستان کو مزید پسمندہ اور پریشانیوں میں نہ رکھا جائے۔ شکر یہ۔

**میڈم اسپیکر:** شکریہ۔ جی محترمہ حسن بانو صاحبہ۔

**محترمہ حسن بانور خشانی:** thank you میڈم اسپیکر! یہ جو نئی حلقة بندیوں کے حوالے سے جو مسئلہ سامنے آیا ہے۔ اس کو دیکھ کر یہی لگتا ہے کہ یہ فیصلہ اندر ہیرے میں کیا گیا ہے اور باقاعدہ کسی سازش کے تحت ایکشن وقت پر نہ ہو یا اس قسم کے دست و گریبان یا خونی ایکشن کا نام دینے کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ میڈم اسپیکر! اس مسئلے پر مجھے یہاں زیادہ وفاق کو ذمہ دار ٹھہرانے سے بلوچستان کے ایک این ایز اور سینیٹریز سے گلہ ہے کہ جب یہ فیصلہ ہو رہا تھا تو اس وقت وہ کہاں تھے؟ کیا وہ ان میئنگز میں موجود نہیں تھے یا ان میں سے کسی نے یہ کوشش کی نہیں کہ جتنے بھی ہمارے بلوچستان کے سینیٹریز یا ایم این ایز وہاں موجود ہیں۔ تو ان کی موجودگی میں یہ فیصلہ جب کسی گھر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تو اس گھر کا نہایت نہدہ وہاں موجود ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لوگ وہاں موجود نہیں تھے جب یہ فیصلہ کیا گیا یا ان کو عالم رکھا گیا تھا یا خود وہ شریک نہیں ہوئے۔ تو میری ایک ادنیٰ سی گزارش آپ سے ہو گئی کہ اس ایوان سے ایک کمیٹی بنائے کر اس قرارداد کو صرف وہاں کاپی کے طور پر نہ بھیجا جائے بلکہ ایک کمیٹی بنائے کر وہاں بھیجیں تاکہ وہ وہاں ہمارے بلوچستان سے تعلق رکھنے سینیٹریز اور ایم این ایز سے ملاقات کر کے اس مسئلے کو حل کریں تاکہ ایکشن وقت پر بھی ہو سکے اور جو ہمارے مسئلے مسائل ہیں بھی حل ہوں۔

**میڈم اسپیکر:** ڈاکٹر رقیہ ہاشمی۔

**ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی:** ا جو مردم شماری ہوئی ہے جو نقشہ بندی کی گئی ہے PB کی آبادی ظلم کی انتہا ہے کہ fifty six thousands کی آبادی موجودہ مردم شماری میں دی گئی ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہمیشہ ایک ایم پی اے-2 PB سے منتخب ہو کر آیا ہے اس کی آبادی اس مرتبہ fifty six thousand تو یہ ظلم کی انتہا ہے۔ تو میں یہ اسمبلی سے گزارش کرنا چاہوں گی اسی طرح سیلر کی آبادی کی بھی کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ جان بوجھ کر میں اپنی ذاتی رائے دینا چاہوں گی کہ جان بوجھ کر ہزارہ کمیونٹی اور سیلر کی آبادی کو انہوں نے نکال دیا ہے۔ تاکہ یہاں ان کا وجود ویسے ہی مارے جارے ہے ہیں ختم کئے جارے ہے ہیں۔ اب کاغذوں میں بھی ایکشن کے رزلٹ میں بھی ہماری آبادی کو ختم کیا گیا ہے۔ thank you

**میڈم اسپیکر:** شکریہ۔ جی بحیب محمد حسنی صاحب۔

**میر مجیب الرحمن محمد حسنی:** شکریہ میڈم! بڑی اہم قرارداد ہے۔ جیسا کہ گیلو، خالد لاگو اور نصر اللہ خان زیرے اور دوستوں نے اس پر بات کی۔ میں کچھ فگر کے ساتھ بات کروں گا۔ جب مردم شماری 2017ء میں ہوئی تو اس کا جب result آیا اس کے مطابق بلوچستان کی آبادی ایک کروڑ تینیں لاکھ کے قریب تھی اور جب

2018ء میں ایکشن ایکٹ نیشنل اسمبلی اور سینٹ سے پاس ہوا۔ جس کی وجہ سے یہ delimitation کرنی پڑی ہے اس ایکشن کیلئے اور اس کے مطابق جب اس proposals کے delimitation کے ہمارے سامنے ہیں اس میں بہت غلطیاں اور جیسا کہ دوستوں نے کہا ایسے حلقے بنائے گئے ہیں جس سے نہ صرف ہمیں خدشہ ہے کہ یہاں پر کشت و خون ہو گا بلکہ جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ ایسے حلقے بنائے گئے ہیں جس میں امیدوار کا ایک مہینہ کیا میں تو کہتا ہوں تین مہینے تک ایک امیدوار نیشنل اسمبلی کے دو تین ایسے حلقے ہیں جہاں وہ convincing نہیں کر سکتے میں اس کی مثال دو ہو گا جیسا کہ میرے ضلع کا جو حلقہ ہے قومی اسمبلی کا پنجگور، خاران، واشک اور آواران یہ میڈم تقاضا سے شروع ہوتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:** kindly دوبارہ بتائیں۔

**میر مجیب الرحمن محمد حسني:** میں نے کہا کہ نیشنل اسمبلی کی جو delimitation ہوئی ہے ہمارے ضلعوں کی جس میں خاران، واشک، پنجگور اور آواران یہ ضلع شامل ہے۔ اس کا ایریا بنتا ہے 76000 اسکوارن کلومیٹر جو کہ خیبر پختونخوا صوبے کے رقبے سے دس ہزار اسکوارن کلومیٹر زیادہ یہ تقاضا بارڈر کے ساتھ مائل کے علاقے سے شروع ہوتا ہے اور کراچی کے اس طرح بالکل آواران کا علاقہ لگتا ہے بیلے کے ساتھ میڈم! اس کی آبادی کوئی دس لاکھ چھاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ علاقوں میں نیشنل اسمبلی کی سینٹ میں تین لاکھ ہزار، مجھے ان پر اعتراض نہیں لیکن یہاں دس لاکھ چھاس ہزار sorry اس کی آبادی آٹھ لاکھ کے قریب ہے اور دوسرا جو چاغی، نوشکی، مستونگ، قلات اور سوراب والا جو حلقہ ہے اس کی آبادی ساڑھے دس لاکھ کے قریب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ یہاں حتیٰ قرارداد دین بچھلے ساڑھے چار سالوں میں پاس ہوئی ہیں ان میں سے کسی ایک قرارداد پر Implementation نہیں ہوئی لیکن یہ بڑی اہم قرارداد ہے میں سمجھتا ہوں انشاء اللہ آج یہ پاس ہو جائیگی اس قرارداد کو ہماری کمیٹی کو لے کر جانا پڑے گا وہاں سینٹ میں ہماری مضبوط کو لیش ہے پہلے جیسے کہ سینٹ سے ایکٹ پاس ہوا نواز شریف کی پارٹی کی Presidentship کے حوالے سے۔ اس کو بھی سمجھتا ہوں ہمارے لیڈر جو وہاں بیٹھے ہیں ان سے ہم request کریں گے کہ سینٹ سے فوری طور پر پاس کر کے اس کو پھر نیشنل اسمبلی لیکر جائیں اور وہاں سے یہ پاس ہونے کے بعد پھر مکن ہے کا گلے ایک یادو مہینے میں اس پر دوبارہ delimitation بلوچستان کی ہو سکے۔ میں صوبائی اسمبلی کے حلقوں کے متعلق بات کروں گا۔ میر اعلقہ PB-47 پہلے ہوتا تھا اور خاران کا 46-PB۔ واشک ڈسٹرکٹ کی آبادی ایک لاکھ 76 ہزار ہے۔ اور خاران کی ایک لاکھ 56 ہزار ہے۔ اس delimitation criteria میں جو ایکشن کمیشن نے رکھا ہے آبادی کو divide

کیا ہے 15 اس کے حساب سے دواں کھڑے 45 ہزار پر maximum ایک سیٹ بنتی ہے اور نیچے آ کے پرستیج کے حساب سے 50. پہ آپ ک اسیٹ کو intact کر رکھنا ان کے فارموں کے مطابق ایک صوبائی کا حلقة 50. جو کہ ایک لاکھ میں پچھیں ہزار کی آبادی بنتی ہے اس کو انہیں intact رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن میرے ضلع کا جو پرستیج بنتا ہے۔ وہ 73. یا 74. بنتا ہے۔ اور خاران کا 65. بنتا ہے۔ اسی آبادی کے تناوب سے میدم! کوئی سات حلقة ایسے ہیں جن کی آبادی میرے ضلع سے کم ہے لیکن ان کے صوبائی اسمبلی کے حلقة اپنی جگہ موجود ہے لیکن ہمارے حلقة کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہو گئی۔ رحمت بلوچ کو پتہ ہے پنجگور اور آواران کی سیٹ کو ملایا گیا۔ پچھلے ایسے اضلاع ہیں میدم! جہاں مردم شماری میں insurgency کی وجہ سے اس وقت حالات کی خرابی کی وجہ سے مردم شماری بھی صحیح طرح سے نہیں ہو سکی جس میں میرا بھی حلقة شامل ہے۔ سی ایک کا حلقة آواران شامل ہے پنجگور شامل ہے یہاں آبادی کم ہونے کے باوجود ان کا جو criteria ہے اس کو میرے ضلع کی آبادی اور خاران کی آبادی اس کو fulfill کرتی ہے لیکن اس کے باوجود ہماری سیٹ ختم کر کے خاران اور واشک کو ایک حلقة بنادیا گیا ہے جس کا ایریا بنتا ہے 48000 somethings اسکو اکٹو میٹر آپ اندازہ لگائیں خیبر پختونخوا 66000 اسکو اکٹو میٹر کے قریب ہے یہ حلقة خیبر پختونخوا کے پورے صوبے سے تھوڑا سا چھوٹا پڑتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو گا ایک صوبائی اسمبلی کے نمائندے کیلئے پہلے تو وہ اپنا election campaign چلائیں اور اس کے بعد جیسا کہ گیلو صاحب نے کہا کہ وہاں سہولتوں کا ہمارے areas ہیں جہاں نرودڑ ہیں نہ hospitals ہیں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ اگر دو ایم پی ایز کو اتنے بڑے ایریے میں آپ ختم کر کے ایک حلقة بنایا گیا وہ کیسے اپنے حلقة کے لوگوں کی نمائندگی انکی خدمت کر سکے گا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل مناسب اچھا موقع ہے کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے اور وہاں اس کو pursue کیا جائے کہ وہاں سے یہ پاس ہونے کے بعد ایکشن کمیشن میں جائے اور وہاں یہ سیٹیں اسی تناوب سے جس کا ذکر اس قرارداد میں ہے۔ نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کی سیٹیں بڑھائی جائی۔

**میدم اسپیکر:** thank you very much جی ڈاکٹر حامد اچھزی صاحب۔

**ڈاکٹر حامد خان اچھزی:** میدم اسپیکر! اس قرارداد کی حمایت کرنی پڑے گی لیکن یہ ہمارے اسمبلی کے ممبران پر depend کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ کتنے ایماندار اور وفادار ہیں۔ بلوچستان دو قومی صوبہ ہے، بلوچ، پشتون۔ اگر بلوچ ایریا میں کسی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے یا آبادی میں یا ایریا میں ہم ان لوگوں کو support کریں گے جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی سے لے کر ایران کے بارڈر پر چااغی اور نوشکی کوئی پر حلقة تھا، ہم چیخ رہے تھے کوئی ہمیں سُن ہی نہیں رہا تھا۔ ہمارا موقف یہ تھا کہ چااغی اور نوشکی کو وہاں خاران

کے ساتھ کسی کے ساتھ ملا کے یہ distance کم ہو جائے۔ اور زیارت کو کوئی میں شامل کیا جائے تاکہ اس کی آبادی پوری ہو جائے۔ انہوں نے اٹازیارت کو اٹھا کر پشین میں ڈال دیا۔ اگرچہ پشین کی قومی اسمبلی کی آبادی پوری ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے، ہم اگر ایمانداری اور فاداری سے ایک دوسرے سے یہ کریں، بیشک آبادی کی بنیاد رکھتے ہیں بھی ہم تیار ہیں۔ ہم کوشش کریں گے، ایریارکتے ہیں پھر بھی ہم تیار ہیں۔ لیکن یہ کہ ادھر تو ادھر میں میں تو اس میں ہم ہار جائیں گے۔ یہ بلوچستان کے، یہ ہم جو بیٹھے ہیں صوبائی اسمبلی کے ممبران، یہ سیاسی پارٹی کے، تو ہمارے ہاں، آج جس طرح کسی ممبر نے کہا کہ ایسے ہی اندھے کی طرح فیصلے ہوئے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ چون میں ہماری آبادی چار لاکھ دس، میں ہزار تھے۔ جو آپ غور کریں، ایسے علاقے ہیں جو اس آبادی پر قومی اسمبلی کے حلے ہیں۔ ادھر کسی نے غربت کی بات کی، کسی نے کوئی بات کی، یہ NFC ایوارڈ نہیں ہے یہ ووٹوں کی بنیاد پر ہے، ethnicity، social status ڈسٹرکٹ پر اگر قومی اسمبلی کی سیٹ دی جائے۔ تو یہ کون مانے گا؟ ایک ڈسٹرکٹ آٹھ لاکھ کی ہے، دوسرا ڈسٹرکٹ چھ لاکھ کی ہے، تیسرا ڈسٹرکٹ ایک لاکھ کی ہے۔ اور ایسا ڈسٹرکٹ ہے جو ایک لاکھ کی آبادی بھی پوری نہیں کرتی مکمل یکسانیت کے ساتھ، آبادی، ایریا، ethnicity، ان کی تمام شرائط پوری کر کے اگر کہ ہری کو نے میں یہ ہو۔ جب ہم ایمانداری سے بات نہیں کرتے ہیں۔ جب سے لہڑی کو سی کے ساتھ شامل کیا ہے۔ نہ بکٹی اسمبلی کا ممبر بن سکتا ہے نہ مری بن سکتا ہے نہ سبی کا کوئی بننہ بن سکتا ہے۔ وہ اس لئے کہ geographical ethnicity اور مختلف سوچ سو شل سوسائٹی ہے، یہاں ووٹ ہے، یہاں اندر اج ہیں، یہاں گورنمنٹ کا کنٹرول ہے۔ لہڑی میں نہیں ہے۔ وہ اتنے چھوٹے سے اُس پر، اتنے ووٹوں کے ساتھ آ جاتے ہیں کہ ابھی تو وہ قومی اسمبلی کی سیٹ بھی جیت جاتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو rectify کرنا چاہیے۔ یہاں تو نیشنل اسمبلی کا ممبر نواب اکبر خان بگٹی ہوا کرتے تھے کہ کبھی بھی وہ نہ ہر نائی آئے وہ مانگنے کیلئے نہ موئی خیل آئے نہ کہ ہری گئے۔ ابھی یہ status لہڑی نے اختیار کیا ہے۔ ”لہڑی کو مت چھیڑو، سبی پر قبضہ کرنا ہے“۔ یہ وہ چیزیں ہیں، جن کا serious notice لینا چاہیے۔ کسی نہ کسی وقت پر، ٹھیک ہے ہم tribal لوگ ہوں گے، لیکن politically blog، پشتو، پاکستان میں ہر علاقے سے ہم mature ہیں۔ ایک زمانہ آئے گا concensus سے ہم ان چیزوں کو پورا کریں گے۔ Why not from now? کہ آبادی اور ایریا، دونوں پر مخصر حلقوں کی حد بندی ہوگی۔ مزے کی بات تو یہ ہے محترمہ! شاید آپ کو گز اکراؤ نگا، ہمارا صوبائی الیکشن کمشنر کہہ رہا ہے ”کہ مجھ سے کوئی مشورہ نہیں لیا ہے۔ میں نے جو تجویز دی ہیں خصوصاً قلعہ عبداللہ کیلئے۔“ کہتا ہے ”میں نے اُس کو کہا کہ اس کو مت چھیڑو۔ یہ بڑی مشکل سے ہم

لوگوں نے، مشکلات تھیں، سب کچھ اس پر آگیا، تین چار ایکشن اس پر ہوئے ہیں۔ ”چمن کا وہ لوگ بتا رہے ہیں ”کہ جی! وہ تو ہم سرکل نہیں توڑ سکتے ہیں“۔ وہ اسٹوڈنٹس سے ٹھپرنے پوچھا ”کہ سومنات کا مندر کس نے توڑا؟“ اُس نے کہا ”میں نے نہیں توڑا ہے“۔ بھائی! یہ تو ہم نہیں توڑیں گے، آپ توڑیں گے، قانون لاء آپ کے پاس ہے۔ چمن کیلئے کہہ رہے ہیں ”کہ جو صدر کا حلقہ ہے، وہ دولاکھ something پر محصر ہے، جس پر صوبائی اسمبلی کا حلقہ بن سکتا ہے۔ چمن، کارپوریشن ہم اس لئے اُس میں ڈال رہے ہیں کیونکہ وہ adjacent کوئی جگہ نہیں ہے کہ ہم کسی سے ملا لیں یہ کوئی دلیل ہے؟ یہ کوئی with due apology کوئی تک ہے؟ چار لاکھ دس ہزار، بیس ہزار تو میں تمام ساتھیوں کی حمایت کروں گا۔ یہ نہیں کہ فلاں حلقہ بیشک رکھ دیں اور فلاں کی ہو کیونکہ میر اسی اس Lehri should be uniform ہے اور فلاں کو کم کیا جائے نہیں interest never be there with Sibi.

ایکشن کمیشن نے بھی شاید اس پر انکار بھی کیا ہے۔ یہ ہمارا کوئی بیرونی غماں تھا، چاغی اور نوشکی کی وجہ سے۔ کوئی ہماری مدد کو نہیں آتا تھا۔ لیکن ابھی جب آبادی کی بیانیاد پر ہو رہا ہے۔ ہم دس پندرہ سال پہلے یہ کہہ رہے تھے کہ بھائی! چاغی اور نوشکی کو ملا لو۔ یہ نوسکلو میٹر کا حلقہ تھا، رقبے کے لحاظ سے آدھے برش بلوچستان کا حصہ تھا۔ تو یہ وہ میکا پالیسیاں ہیں۔ اور ہمارے ایکشن کمیشن کا مشورہ اگر نہیں ہے، تو پھر کس کا مشورہ اس میں ہے؟ صوبائی اسمبلی کے ممبروں کا نہیں ہے۔ ہماری سیاسی پارٹیوں کا اُس میں نہیں ہے۔ ہمارے سینیٹر اور قومی اسمبلیوں کا مشورہ اس میں نہیں ہے۔ تو پھر یہ آسمانوں میں ہمارے لئے کون فصلے کرتے ہیں؟ یہ وہ چیزیں ہیں جو انتہائی discriminatory ہیں۔ میں ایک بات وہ کروں۔ ابھی غلاموں کی طرح ہمارے ساتھ برتاؤ ہو رہا ہے۔ ”کہ جی! وہ فلاں آیا ہے، اس کے جلسے میں مت آؤ۔ فلاں آیا ہے اُس سے مت ملو“۔ وہ وزیر اعظم سے ملتے ہیں۔ ایک تنظیم ہے۔ ڈان ٹیلیویژن پر ایک گھنٹہ انکا انٹرو یونٹر کیا گیا، ہمارے اینکل برٹے تھے، ان سے ساتھ بات کر رہے تھے۔ اور ہم بیچاروں کا یہ ہے کہ بھائی! کیوں اس competent کے جلسے میں گئے ہیں، الیف آئی آر اسمبلی کے ممبروں پر۔ خدا کیلئے گورنمنٹ سے ریکوئیٹ کہ بھائی! عقل کے ناخن لو۔ انگریز کا زمانہ تھا، ہم غلام تھے。colonial power تھے۔ تو خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی لورالائی جا رہے تھے۔ تو انگریز کمیشن تھا اس نے سب کو بلایا ”کہ بھائی! اس آدمی سے نہیں ملتا ہے اس کو کھانا نہیں دینا ہے“۔ بھائی! اُس میں سے تین بندے تھے۔ ایک خان بہادر مراد خان کبزئی۔ ایک کدیزئی، لورالائی کا۔ ایک موی خیل کا، سردار اعظم کا دادا، بہار خان۔ اُس نے کہا ”کہ بھائی! اُدھری عبدالصمد کو اُدھر روکو۔ اُدھر آئے گا، ہم افغان ہیں، ہم بُٹھان ہیں، ہماری traditions ہیں ہم اُس کو کھانا بھی دیں گے، ہم اُس کی مہماںی کرائیں گے، ہم اُس سے ملنے

بھی جائیں گے۔ یہ تھا وہ انگریز کا قانون ابھی چلنے لگا ہے۔ اور ہم ایمان سے اُن کے مطالبات اتنے جائز ہیں جس طرح کہ ہمارے جو بم بچھائے ہیں اُس کو ٹبوں کے نکال دیں۔

**میڈم اسپیکر:** جی ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب thank you conclude کریں۔ کیونکہ ہمارے بہت سے speakers رہتے ہیں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچھزئی:** جی۔ دوسری بات میں نے آپ سے کی تھی میر سرفراز صاحب بیٹھے ہیں۔ کل میں نے یہ بات کی تھی، اپوزیشن والے نے جواب دیا، گورنمنٹ والوں نہیں دیا۔ بھائی ہمارے وزارت پرائیویٹ لوگ چلا رہے ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** ڈاکٹر صاحب! آپ resolution پر بات کریں، یہ بات آپ بعد میں کریں۔ تو اس وقت Please We are going on resolution آپ درمیان میں تین topics پر بات کر رہے ہیں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچھزئی:** آج گورنمنٹ والے بیٹھے ہیں، کل اپوزیشن والے نے جواب دیا۔ ہماری اُس سے تسلی نہیں ہوتی ہے۔ Thank you very much.

**میڈم اسپیکر:** جی ڈاکٹر مالک بلوج صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج:** شکریہ میڈم! میں نے تو تجویز دی تھی کہ کیونکہ مشترکہ قرارداد ہے، ایک دوسرا تھی بولیں گے اور اس کو ہم منظور کر دیں گے۔ تو how-any کے لئے underrepresentation ہیں فیڈرل گورنمنٹ نے بولا تھا۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ میڈم! میں صرف ایک دو issues کو رکھوں گا۔ ایک یورپ میں ایک تحریک چلی تھی۔ آج بھی ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ less یا underrepresentation ہیں فیڈرل گورنمنٹ میں۔ اور جہاں کہیں underrepresentation ہوں گے تو اُس کی کوئی شناوی نہیں ہوگی۔ میں دوستوں کی اس بات کو endorse کرتا ہوں۔ دوسری بات جو census ہوئے ہیں۔ میں ایک مثال دوں گا ہمارے چیف منسٹر صاحب کے حلقوں کا، دنیا میں minus-growth کہیں پڑھیں ہوئی ہے۔ جو civilized one growth rate، zero-percent reasons census میں واحد ڈسٹرکٹ آواران ہے جس کی آبادی پچھلی census سے کم ہوئی ہے۔ اُس کی census ہاں کی insurgency ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ ڈسٹرکٹ اپنی سیٹ کھو چکا ہے۔ اسی طرح پنجگور ہے۔

ہمارے دوستوں نے الیکشن کمیشن سے بات کی، ان کو یقین دہانی کروائی تھی، خاص کر رحمت صاحب گئے ہوئے تھے کہ جن کی population due to some reasons چاپ پر سمت بھی meet کرتے، ان علقوں کو ہم گڑ بڑھنیں کریں گے۔ آج آپ دیکھیں، چاہیے south کو لے لیں، north کو لے لیں، east کو لے لیں، west کو لے لیں، سب کے حلقے وہ اس طرح ہو گئے ہیں کہ اب وہ ایک نئی چیز جیسے دوستوں نے کہا، مجیب نے اور خالد صاحب نے کہ کہاں ماٹکیل کہاں تفتان کہاں مستونگ کہاں قلات؟ کہاں سوراب؟ تو یہ How can you manage this constituency? So it is very difficult. ہے بعض دوستوں سے۔ یہاں جو پارٹی والے بیٹھے ہوئے ہیں، جسے یو آئی والے بیٹھے ہوئے ہیں، حکومت کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اے این پی، پشتو نخوا ہے، سر! اس قرارداد سے کچھ نہیں ہو گا۔ ہم نے already اس پر کام کیا ہے۔ میری تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ لوگ جو سینٹ میں اور قومی اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ساتھ PM نے ایک حد تک agree کیا ہے، for provincial seats لیکن ہم مجموعی طور پر قرارداد کو کرنے کے ذریعے، اس کا response میں سمجھتا ہوں کہ اگر جس قرارداد کو ہم جتنی جلدی سینٹ میں move کریں گے اپنے لوگوں کے ذریعے، اس کا follow-up یہ قرارداد ہو گی اور اس کو ہم through Legislation پاکستان پیپلز پارٹی، پی ٹی آئی اور مسلم لیگ کے جو لوگ ہیں، باقی تو ہم یہیں پر representation ہے ہماری ہم جا کے اُن سے بات کر لیں کہ یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے 65 میں، 51 پر اور اب double ہو گئے ہیں، ایک کروڑ ہیں۔ وہ وہی 51 میں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جتنی ہمارے ہاں representation زیادہ ہو گی، چاہیے صوبہ ہو یا چاہیے فیڈرل گورنمنٹ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں نمائندگی کا زیادہ وہ ہو گا۔ تو میں اس قرارداد پر زیادہ آپ کا ظاہر نہیں لوں گا۔ اسکی حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس پر میں آپ سے ایک مدد چاہوں گی۔ جیسے آپ نے کہا کہ یہاں کے لوگ جائیں۔ تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہاں سے کمیٹی بنائے، آپ کے، ہمارے سینٹ کے ممبران اور اُن سے جا کے ملیں؟ ڈاکٹر عبدالملک بلوچ: میں سمجھتا ہوں کہ جتنے پارلیمانی لیڈرز بیٹھے ہوئے ہیں ان کو پابند کریں کہ کل اس قرارداد پر اسلام آباد میں کام شروع ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ thank you جی سردار عبدالرحمٰن کھیتان صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتان: شکریہ میڈم اسپیکر۔ نواز شریف کا نفرہ ہے ”کہ مجھے کیوں نکلا“۔ میں اپنے

ڈسٹرکٹ کی بات کروں گا کہ ہم لورالائی کیسا تھے تھے ہمیں کیوں نکلا۔ میڈم اسپیکر! یہ بالکل جو حلقہ بن دیاں ہوئی ہیں پتہ نہیں کس طریقے سے کی گئی ہیں۔ کس سے پوچھا ہے یا اسلام آباد میں۔ ہاں اس سے پہلے میں ڈاکٹر حامد صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کالا بس شروع کر دیا، شاید پی اینڈ ڈی جانے کا سوگ منار ہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اسلام آباد میں شاید یہ غیر پاریمانی الفاظ بھی ہوں کہ وہ آس پاس سارے جنگلات ہیں، جنگ اگتی ہے، ادھر اور اسلام آباد ہمیشہ اس کے خمار میں رہتا ہے ground-realities کا انکوپتہ ہی نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اب باقی تو جو کیا کیا ہے، میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کرتا ہوں، وہاں سے اٹھ کے وہ ڈویژن کر رہے ہیں کہ یہ پڑھان، یہ بلوج۔ بارکھان، کوہلو، ڈیرہ بگٹی، سبی، لہڑی۔ سینکڑوں سالوں سے ہمارا ضلع لورالائی پھر درمیان میں ہمیں نکالا گیا تھا کوہلو کیلئے، پھر ہم نے move چلائی، ہم واپس لورالائی میں آگئے۔ ہمارا رہنا، سہنا، آنا جانا، رُوٹ ہمارا کوئی کیلئے یہ ہے۔ اب ہمیں نیا سفر شروع کرنا پڑیا بارکھان سے شارٹ لیں گے کوہلو، کوہلو سے پھر نئی روڈ بنی ہے اس پر سفر کرتے ہوئے ماونڈ اور پھر ہوتے ہوئے سبی پھر تی پھر لہڑی۔ پھر ادھر سے میر سرفراز کے علاقے سے ہو کے ڈیرہ بگٹی، ایک عجیب سلسلہ بنادیا ہے اور logic کیا ہے کہ جی پشتوں کو ایک طرف کر دیا ہے اور بلوجوں کو ایک طرف کر دیا ہے۔ ارے بھائی یہ جنگل کے خمار سے نکلیں۔ آپ کیوں بلا تے ہیں آپ کو مرتوڑ رہے ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** سردار صاحب! اپنی تقریر جاری رکھیں please۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** میرے بھائی اسلام آباد والو ڈاکٹر حامد صاحب نہیں بڑے ڈاکٹر کی بات کر رہا ہوں۔

**میڈم اسپیکر:** سردار صاحب! آپ اپنی تقریر کے پانچ منٹ کیونکہ آپ آپس میں با توں میں ہیں۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** اسلام آباد والو! اللہ آپ لوگوں کو ہدایت کرے۔ ہمارے بچے، ہمارے دل، ہماری روح، ہمارے گھر، ہماری دیواریں یہاں سانحی ہیں۔ سانچے مطلب مشترک ہیں یہاں نہ کوئی پشتوں ہے نہ کوئی بلوج ہے نہ کوئی سنڈھی ہے نہ کوئی پنجابی ہے نہ کوئی سرائیکی ہے ہم بلوچستانی ہیں ہمیں بلوچستانی ہونے پر فخر ہے۔ آپ ہمیں کیوں ایسا کرتے ہیں۔ آپ چاہتے کیا ہیں؟ آپ ہمارے اندر ڈویژن پیدا کر کے ہمیں تقسیم در قسم۔ اگر یہ والا وہ فارمولہ استعمال کرنا چاہتے ہیں کہ rule divide and rule بھی تو ہمیں کر رہے ہیں خدارا! یہ چیزیں میرا خیال ہے اگر میں غلط نہ ہوں پورا بلوچستان چاہے وہ صوبائی حلقے ہیں چاہے وہ قومی حلقے ہیں، خاص کر منتخب نمائندے جو جو بھی ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں یا نیشنل اسمبلی میں بیٹھے ہیں کسی نے بھی انہیں ہضم نہیں کیا ہے ان حلقوں کو، سمجھ ہی

نہیں آ رہی ہے خدارا! آپ لوگ بیٹھے ادھر سے نکل کے یہ سنگلاخ چٹانوں میں آ جائیں یہ پہاڑوں میں آ جائیں، تھوڑی سی خشک ہوا کھائیں تاکہ وہ تری آپ کے جو ذہنوں میں ابھی بیٹھ گئی ہے وہ خشک ہو۔ یہاں کے ground realities کو یہاں کے حالات کو یہاں کے واقعات کو، یہاں کے اقوام کو، یہ زمین کی تقسیم کو منظر کھے کے آپ حلے ہائیں میرے بھائی کس نے آپ کو یہ suggestion دی۔ کیا آپ نے کسی پٹواری سے پوچھا کسی قانون گو سے پوچھا کسی نائب تحصیلدار سے پوچھا تحصیلدار سے پوچھا یونیورسٹر سے پوچھا یا میرے دوست تمام بیٹھے ہیں میرا خیال ہے میں اگر سوال کروں کسی دوست کے ساتھ کوئی رابطہ ہوا ہے تو کیوں ہمارے اوپر ہر چیز ٹھونپتے ہیں؟ کیوں بلوچستان کو تجربہ گاہ بنادیا ہے؟ کیوں ہمارے اوپر ظلم کرتے ہیں؟ ہر نئی گولی جو آپ تیار کرتے ہیں پہلے ہم پر فائز کرتے ہیں کہ ان کے سینوں میں طاقت ہے یہ برداشت کرنے کی نہیں ہے؟ ہم کر رہے ہیں جناب ستر سال سے کر رہے ہیں ہم نے اس سرزیں کے لئے خون دیا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس سرزیں کو اپنے خون سے سنبھا ہے۔ چاہے وہ علی گڑھ تھایا خان صمد خان تھایا با چاخان تھایا ہمارے اکابرین تھے۔ خدارا! یہ چیزیں ہمارے ساتھ مت کریں۔ کیوں وجہ کیا ہے؟ ہم گزارش کریں گے کہ پوری کی پوری جو ٹک ہے جو پورا کا پورا سلسہ ہے ریوانہ ہونا چاہیے۔ اب میں اپنے حلے قومی اسمبلی کی بات کرتا ہوں ساڑھے نو لاکھ پر دیا ہے پنجاب اور پاپولیٹیڈ ٹھک پاپولیٹیڈ کوئی پھر اٹھاؤ نیچے سے پانچ پنجابی نکل کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہاں سات لاکھ پر ہے۔ پاکستان میں میرا خیال ہے ایک حلے ساڑھے دس لاکھ کا پتہ نہیں ابھی مجھے یاد نہیں ہے اُس کا نام، وہ بھی KPK کا ہے یا somewhere باقی سب سے بڑا حلے ہمارا کر دیا ہے ساڑھے نو لاکھ پر باقی بلوچستان کا کوئی حلے این اے کا نہیں ہے جو آٹھ لاکھ سے کم ہے۔ بابا! ابھی ہم اتنے بچے کہاں سے لائیں اتنی پاپولیشن کہاں سے لائیں یا تو امپورٹ کریں ادھر سے۔ آپ چا رہے ہیں کہ ہم ادھر سے امپورٹ کر کے لائیں اور ادھر پاپولیشن پر۔ اب یہاں کی زمین کو دیکھیں آدھے پاکستان سے زیادہ یہ بلوچستان یہ سرزیں یہ ہماری سرزیں آپ اس کے حساب سے سیٹھیں بڑھائیں۔ بجائے بڑھانے کے ہمیں دست و گریبان کر رہے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی ہے کہ کیوں؟ خدارا! میں اس پر تو بہت کچھ بول سکتا ہوں بہت زیادہ بول سکتا ہوں پھر ہمارے کچھ لوگ ناراض ہو جائیں گے کہ جی یہ پتہ نہیں کیا۔ پھر وہ چاہے وہ ایک لیبل ہے جو ہمارے لئے بنا ہے ”غدار“ کا۔ پتہ نہیں کیا کیا لگا دینے۔ میں اس میں suggestion دونگا۔ میڈم اپسیکر! immediately میں میر خالد شاید اللہ کرے ڈاکٹر حامد والے بھی گرفتاری پیش کر دینے یہ بھی قیدی بن جائیں سارے ہم لوگ تو قیدی لوگ ہیں ضمیر کے بھی قیدی ہیں physically بھی قیدی ہیں ہم تو اسلام ابا دنیں جاسکتے جو ہمارے دوست آزاد ہیں میڈم اپسیکر! آپ اس پر ایک کمیٹی قائم کریں۔ فوری طور پر یہ جا کے اسلام آباد میں ہمارے

اپنے ساتھی جو سینٹر تختب ہوئے ہیں ابھی جو ہمارے ایم این ایز ہیں انکو ساتھ لے کے وہاں چلے جائیں ان کو مجبور کریں کہ وہ یہاں تشریف لا جائیں۔ اگر ان کو باہر بلوچستان وہ سمجھتے ہیں کہ جل رہا ہے، بقول ان کے، تو اسی اسمبلی کے اسی احاطے میں بیٹھ جائیں اس ہال میں بیٹھیں، اس طرف بیٹھیں، لوگوں سے suggestion لے لیں۔ کل میرے خیال میں ہمارے نئے چیئرمین یعنی بھی تشریف لارہے ہیں کوئی تو میری دستوں سے گزارش ہے کہ کل ان کے استقبال کے لئے شاید یہ لوگ جائیں اگر میں آزاد ہوتا میں بھی جاتا اس کے استقبال کیلئے۔ ان سے گزارش ہے آپ سے میڈم اسپیکر! You are the Custodian of the House! بار بار میں ایک لفظ repeat ہوتا رہتا ہے۔ آپ اس 65 کے ایوان کی بڑی ہیں۔ ہم نے آپ کو اس چیئر پر بٹھایا۔ آپ نے ہمارے حلقوں کا، ہمارے مفادات کا، ہمارے علاقے کا، ہمارے عوام کا آپ نے خیال رکھنا ہے ہماری grievances ہم جتنا بھی بولتے ہیں یہاں آپ کے ہی گوش گزار کرتے ہیں۔ آگے آپ نے اس کوئی راستے پر لگانا ہے۔ اس ایوان کی ایک کمیٹی ہونی چاہیے ان کو مجبور کرے وہ خود کہتے ہیں کہ اس میں تجاویز دیں۔ تجاویز ہیں، ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ہم ان کو اتنے خوبصورت نقشہ بنانے کے دیں کہ یہاں کوئی بھی نہیں کہہ سکے گا کہ یہ پشتوں کی سیٹ ہے یہ بلوچ کی سیٹ ہے یہ پنجابی کی سیٹ ہے یہ سندھی کی سیٹ ہے یا سرائیکی کی سیٹ ہے، ہرگز نہیں۔ ہم یہ ہاتھ کی طرح ہے ایک ہاتھ اسی میں انگلیاں ہیں ہم اس کی طرح جڑے ہوئے ہیں یہ اپنی غلط فہمی دور کر دیں ہمیں نہیں بڑا سکتے۔ نہ کہ کوئی ہمیں اس سرزین سے نکال سکتا ہے یہ سرزین ہماری ہے اس کے مالک ہیں۔ ان زمینی حقوق کو منظر کھر کر میری ان سے گزارش ہے یہ باتیں تھر و میڈیا، میں میڈیا سے گزارش کروں گا کہ یہ ہماری گزارشیں اسلام آباد تک پہنچائیں وہ ہر چیز ہم پر ٹھونپ رہے ہیں میڈم اسپیکر! میں بہت کچھ بولنا چاہ رہا ہوں اس پر ہر چیز جو بھی ہے۔ یہاں اہل آپ کو کوئی نظر نہیں آیا گا پوپیس میں کوئی نظر نہیں آیا گا آپ ایڈمنسٹریشن میں بیورو کریسی کوئی اہل یا لوکل نہیں یہ نا اہل ہیں سب ادھر سے اہل ہو کرتے ہیں۔ وہ ہم پر حکمرانی کرتے ہیں ٹیلنٹ ہے۔ میڈم اسپیکر! اس سرزین میں اتنا ٹیلنٹ ہے کہ یہ سوچ نہیں سکتے۔ ایک گلستان کا کڑاٹھ کے HEC top میں کرتا ہے اس وقت وہ انگلینڈ میں اس جگہ پر ہے جس جگہ پر یہ وہ جن کے ”اپیجن“، جن کی ”جی سی“ ہے، وہ اس جگہ کا سوچ نہیں سکتے ہیں جہاں وہ لڑکا گلستان کے ایک دیہات سے ڈاکٹر صاحب کے دیہات سے علاقے سے اٹھ کے وہ وہاں پہنچا ہوا ہے۔ ہم اس کی قدر نہیں کر رہے ہیں انگریز اس کو ہتھیلیوں پر لیکے پھر رہے ہیں یہ بلوچستان کا ٹیلنٹ ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے سردار صاحب please conclude کریں

**سردار عبدالرحمن کھیتران:** یہ میری گزارش ہے کہ یہ قبول کریں ہمیں قبول کریں ہم نہیں ہم کسی بغاوت کے

قابل نہیں ہیں، ہم کسی سرچاری کے قابل نہیں ہیں آپ ہمیں سینے سے لگائیں ہمیں پیار چاہیے ہمیں سینے سے لگا دیں تو ٹوٹ کرو۔ ہمارے کپڑوں سے بدبوہے پسینے کی بدبوہے اس کو ہضم کریں ہمیں سینے سے لگائیں۔ آپ ایک قدم چلیں گے ہم دس قدم آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ یہ اس سرزین کی روایت ہے۔ یہ ان لوگوں کا چاہے اس بلوچستان میں بسنے والے جو اقوام ہیں یہ ان کی روایت ہے یہ اس مٹی کی ایک خاصیت ہے کہ ہم پیار کے بھوکے ہیں۔ ہمارے باپ، دادغربت میں اس دنیا سے چلے گئے ہم بھی چلے جائیں گے ہماری اولادیں بھی آجائیں گی۔ please یہ بہت نازک مسئلہ ہے کوئی بھی ایک ساتھی بھی قبول نہیں کر رہا ہے۔ یہ 65 لوگ بیٹھے ہیں کیا آپ اس کو قبول کر رہی ہیں؟ آپ کسٹوڈین کے طور پر اگر آپ قول کر رہی ہیں ہمیں بھی قول ہے۔ تو جو پورا بلوچستان جس چیز کو قبول نہیں کر رہا ہے خدارا! اُسکو بیٹھ کے اُس پڑھنڈے دماغ سے، خمار سے لٹکیں بے خماری جگہ پر آ جائیں مہربانی کر کے اس کو قبول کریں۔ اور آپ سے گزارش ہے کہ کمیٹی بنائیں آپ کل چیز میں سیست میں ضرور میں گی اس کو اس ایوان کی طرف سے گزارش کر دیں۔ ہمارے ایم این ایز صاحبان بیٹھے ہیں چاہے وہ کسی پارٹی سے ہیں یہ سب مل کے وہاں چلے جائیں ایکشن کمیشن آف پاکستان میں جائیں پرائم فنڈر کے پاس چلے جائیں کہ جی ہمیں یہ قبول نہیں ہے۔ اگر پھر بھی زبردستی ہے پھر اللہ، اللہ ہے۔ پھر راستہ توہر ایک کے پاس پڑا ہے پھر ہم وہ کریں گے thank you میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے رحمت بلوج صاحب۔ میں request کرو گی ممبران سے کہ وہ suggestion ضرور دیں ساتھ ساتھ، جی۔

**میر رحمت علی صالح بلوج:** میں suggestion دے رہا ہوں لیکن ایک گلہ کر رہا ہوں اس ہاؤس کی طرف سے اپنے ہی نمائندوں سے جو بلوچستان سے منتخب ہو کر چاہے وہ بینٹ میں بیٹھے ہیں یا قومی اسمبلی میں وہ ستوں نے تفصیل سے بات کی اصل بات یہ ہے جو قرارداد پیش ہوئی ہے اہمیت کی حامل ہے۔ جو تجاوز ہم دے رہے ہیں کہ سیٹیوں کو بڑھائیں۔ لیکن جو بنیادی طور پر تمیم ہوئی ہے قومی اسمبلی میں ایکشن 2017ء میں جو ہمارے بلوچستان کے نمائندے ہیں، گلہ سب سے بڑا پورے بلوچستان کے عوام کی طرف سے میں انہی سے گلہ کر رہا ہوں کیونکہ جب سے یہ حلقة بندیاں ہوئی ہیں میں نے ان کی تین چار میٹنگ راضی کیئے ہیں۔ وہاں میڈم اسپیکر! ایک بنیادی بات ہے جس تمیم کو یا قانون سازی کی گئی ہے اس میں پاپویشن کی ایک شرح دی گئی ہے۔ جس سنتھ کو آپ نکالتے ہیں اُسی شرح کو، اُسی تناسب کے مطابق سیٹیوں کو recognized کیا جاتا ہے جیسے بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کی ایک سیٹ دولائکھ 42 ہزار پر بنیت ہے۔ لیکن میں آفرین کہتا ہوں فاتا کے نمائندوں کو ان لوگوں نے احتجاج کیا لڑائی کی کہ ہم اس شرح کو نہیں مانتے ہیں جو ہماری آبادی ہے جو ہمارا رقبہ ہے اُس حساب سے ان لوگوں نے فاتا کی قومی اسمبلی کی آبادی

چار لاکھ پر مشتمل کی ہے۔ جبکہ بلوچستان میں ساڑھے سات لاکھ ہے۔ ساڑھے سات لاکھ کو بھی کراس کر لیا ہے کیونکہ میں اس میں تفصیلی بات ٹینکنیکل پوائنٹ پنیس جاؤ نگا میں صرف دو تراجمیں کے لئے گزارش کر رہا ہوں اور written-shape میں بھی جمع کر رہا ہوں آپ کی خدمت میں کہ جس طرح فاتا میں جو آبادی کے تناسب کو منظر رکھا گیا تھا بلوچستان کی آبادی کو منظر رکھ کر اور طور پر رقبے کو جو سب سے بڑا صوبہ ہے اور جہاں نمائندے اپنے علاقے کے عوام سے ان کے مسائل ان کی مشکلات کو اچھی طرح نہیں سن پایا گیا کہ اتنے بڑے رقبے کے صوبے کو اس کا دورہ کرنا visit کرنا لہذا جو کمیٹیاں بنائیں گے میں نے یہ تجویز رکھ دیئے قرارداد میں اس ترمیم کو شامل کیا جائے کہ بلوچستان میں اُسکی آبادی کو منظر رکھ کر اور رقبے کو قومی اسمبلی کی سیٹوں کو تین لاکھ سے ساڑھے تین لاکھ کے تناسب پر مشتمل کی جائے۔ اگر یہ چیز ہوگی تو ہماری جواہیت ہے صوبے کی وفاقی یوں کی پارٹیوں کے سامنے جاؤں وفاق میں حکومت بناتے ہیں جو کہ ہمیں چودہ ممبران کو یا ستر امبران کو آج افسوس کی بات ہے کہ ہم اٹھارہ سالوں سے اُسی جگہ پر کھڑے تھے آج نئی حلقہ بندیوں میں پھر پھر کے زمانے میں چلے گئے، پیچھے یہ تسلی دی گئی ہے کہ جی بلوچستان کی قومی اسمبلی کی سیٹیں بیس ہو گئی ہیں۔ تاکہ وہاں ہمارے لیوں اگر اس یوں پر ہم آئیں گے ایک کروڑ بیس لاکھ کے حساب سے تو تین سے پینتیس سیٹیں ہم بن سکیں گے۔ اس کے علاوہ صوبائی اسمبلی کی سیٹوں کے تناسب کو آج افسوس کے ساتھ میدم اسپیکر کہنا پڑتا ہے جس لئے وی چینل کو آپ on کریں۔ مطلب کسی کی خصوصیت کے خلاف نہیں ہوں لیکن شیخ رشید کے کردار کو ہر کوئی جانتا ہے وہ کہتا ہے ”پوری بلوچستان اسمبلی پک چکی ہے بکار منڈی بنی ہوئی ہے“۔ افسوس کی بات ہے۔ میں نہ مت کرتا ہوں اس بات کی اس کی۔ ہمیں اس کے کردار کا پتہ ہے۔ لیکن آج اگر ہم صوبائی اسمبلی کی سیٹوں کو بڑھائیں ہم ان چیزوں سے نکل آئیں گے۔ تو بلوچستان کی آبادی کو اگر ہم دیکھیں ایک لاکھ سے ایک لاکھ بیس ہزار پر صوبائی اسمبلی کی سیٹ مشتمل ہو۔ آبادی کا تناسب سے۔ تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ ہماری سیٹ یہاں جو صوبہ جو رقبہ کے لحاظ سے بڑی ہے اُس کی نمائندگی ہوگی جو ایک مایوسی ہے اس میں ایک روک تھام ہو سکتی ہے۔ جہاں دشمنی اور خوف وہر اس پھیلا ہوا ہے لوگ در بدر ہیں۔ اس طرح ہر جگہ کی نمائندگی جب ہوگی اس کا نمائندہ موجود ہو گا میرے خیال میں صوبے میں کوئی ایسا عمل کامیاب نہیں ہو گا جو ملک کے خلاف ہو اور ہمارے وجود کے خلاف ہو، thank you

میدم اسپیکر: نواب شاہوانی صاحب۔ thank you

نواب محمد خان شاہوانی: میدم اسپیکر! چونکہ اس موضوع پر کافی دوستوں نے تفصیل سے بات کی ہے چند باتیں جو اسی حوالے سے ہیں حلقہ بندیوں کے، غلط حلقہ بندیوں کے حوالے سے ہیں۔ کیونکہ ہم تو بلوچستان کے اپنے

ڈویژن سے اور اپنے علاقوں سے واقف ہیں اپنے ڈویژن سے اور اپنے جو ہمارے بلوچستان کے تاریخی حوالے سے جو ہمارے علاقے اور جو ایک فطری اور قدرتی حوالے سے اور زبانوں کے حوالے سے ہمارے جو بیلٹ ہیں ہم سب اپنے اپنے علاقوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اسکے حوالے سے سب سے پہلے جو ذکر سب نے کیا میں بھی اپنے علاقے کا جس کو مستونگ، قلات کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے بڑا حلقة بنادیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ہم، اس سے پہلے اپنے کچھ ٹینکل حوالے سے آپ کو بات بتاؤں گا۔ ہم صوبائی ایکشن کرتے ہیں صوبائی اسمبلیوں کے، ہمارے مختصر، مختصر علاقوں کے حلقوں کے مختلف ہمارے علاقے ہیں کچھ صوبائی، جیسے ہمارے شہر ہیں، مختصر اور محدود ہیں اور کچھ ہمارے صوبائی بہت وسیع ہیں۔ تو میں اپنے مستونگ کا کہتا ہوں کہ میں تقریباً کوئی 18 ایکشن میں خود پہلے اپنے والد صاحب کے ساتھ اور پھر میں خود ایکشن کرتا آ رہا ہوں۔ تو میں خود دیکھ رہا ہوں کہ ایکشن کے آخری دن پولنگ سے ایک دن پہلے یا پولنگ پلان طے کرتے ہیں پولنگ پلان ہمیں مل جاتا ہے ایکشن کمشن کی ڈپٹی کمشنر کی طرف سے۔ ہم اپنے پولنگ ایجنس کی وہ ترتیب برابر کرتے ہیں اور اپنے پولنگ کے اُس کو پولنگ پلان کو دے کر اپنے پولنگ ایجنس کو ترتیب دیتے ہیں اور مختلف علاقوں میں بھیج دیتے ہیں اور مستونگ جو میرا علاقہ ہے جہاں میں پیدا ہوا ہوں پوری زندگی میں نے گزاری ہے ایک ایک لکی کو جانتا ہوں۔ اور اُدھری اُسی علاقے کے ہم جب پولنگ ایجنس سمجھتے ہیں تو وہ چند ہمارے جو پولنگ ایجنس ہیں دُور دراز ہماری یونین کوسلوں کے ہوتے ہیں، تو وہ ضرور وہ بھول جاتے ہیں غلط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دوپہر تک گھومتے رہتے ہیں۔ اور تقریباً دوپہر کے بعد جب کہیں جا کر ان کو وہ پولنگ اسٹیشن مل جاتا ہے۔ وہ تو ہماری حدود ہیں 40 کلومیٹر یا 20 کلومیٹر کے یا 30-40 کلومیٹر کے فاصلے پر ہمارے علاقے ہیں۔ وہ بھی اتنے نزدیک ہونے کے باوجود پھر بھی ہمیں کافی نام لگ جاتا ہے۔ یہ علاقے جس میں ہمارے چانگی میں یا بلانوش بابا میں، میں تو یہ سارے علاقوں میں گیا ہوں گھوما ہوں، گردی جنگل سے لے کر یہ تو ہم روڈ کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ 600 کلومیٹر 700 کلومیٹر یہاں سے تقاضا ہے۔ یہ روڈ سے سینکڑوں کلومیٹر دائیں اور سینکڑوں کلومیٹر بائیں کئی گاؤں اور دیہات اور ہیں اس کے۔ ہر طرف سے ہمارے مستونگ سے قلات سے لے کے خالد جان کے حلقة سے لیکر یہ سوراب سے سردار شنا اللہ کے بارڈر تک ہمارا جو علاقہ جاتا ہے۔ اور یہ دور راز علاقوں میں میں نہیں سمجھتا ہوں، اُس دن بھی ہم، ہمارے کچھ دوستوں نے اس کا حساب لگایا تھا پولنگ کا۔ ہمارا جو مستونگ، قلات کا یہ بن رہا ہے۔ پولنگ کا 400 سے اوپر اس کے پولنگ بن رہے تھے۔ آٹھ سو، ایک ہزار ایجنس ایک candidate مقرر کرے اپنے لیے سب سے پہلے تو یہ سب سے بڑا مسئلہ ہو گا کہ والبندین والا candidate وہ آٹھ سو ایجنس اپنے لیے بنائے پھر نو شکنی والا پھر مستونگ والا پھر قلات

والا۔ میرے اگر ایجنت ایک دفعہ تھوڑا سا غلط ہوتا یہ سینکڑوں کلو میٹر ہیں۔ میرے خیال سے شام تک وہاں پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے اُن کا کسی پونگ پر وہ پہنچ سکے۔ اور لازمی یہ قانونی حق ہے کہ ہر candidate کا اُس کا ایجنتش ضروری ہیں کہ ہر پونگ میں موجود ہونے چاہئیں۔ اور دوسرے حوالے سے خالد جان نے بھی کچھ بتیں اسی حوالے سے کیس جو ہمارے بہت سے معاملات ہیں جو گڑبرڑ ہیں۔ ناراضگیاں ہیں کچھ قبائلی جگہوں اور مسائل کی وجہ سے کچھی کے حوالے سے یاد دوسرے علاقوں کے حوالے سے کہ ہم پچھلے ایکشنوں میں بھی ایک دوسرے کے پونگوں میں یونین کونسلوں میں ایجنت نہیں بھیج سکتے تھے وہ سیل ہو جاتے تھے۔ کچھی بھی میرا علاقے ہے مستونگ، قلات بھی میرے علاقے ہیں تو ابھی اس ترتیب اور اس غلط حلقة بندیوں کی وجہ سے یہ مسئلہ تو بہت بالکل گڑبرڑ ہو جائیگی ایکشن جس کو ایکشن کہا جاتا ہے جس طرح پونگ ہوتی ہے جس میں ووٹ ڈالا جاتا ہے اسکی شکل و صورت بالکل 100% گڑبرڑ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ممکن نہیں ہے کہ کوئی باقاعدہ طور پر جائے اور سلسلہ اپنا جاری رکھے، ممکن نہیں ہے یہ بات۔ کس نے اس طرح سے یہ حلقة بندیوں کو دیکھا ہے۔ کس نے وہ کون تھے بنانے والے جو آفیسر ان صاحبان وہ محترم حضرات جنہوں نے اس طرح کی حلقة بندیاں کی ہیں کیا سوچ کر کیا ہے۔ بہت غور سے دیکھ کر معاملات کو۔ لوگوں کو اور زبانوں کو علاقوں کو دیکھ کر بنایا ہے یا ایسے ہی بغیر دیکھے ہی بنادیا ہے ابھی اس پر فطری طور پر جو ہمارے فطری حقائق ہیں جو علاقوں کے ہماری زبانوں کے حوالے سے۔ ہمارے رخشاں کا بیلٹ سارا ایک ہی زبان بولتے ہیں اور ایک ہی علاقہ ایک دوسرے سے واقف اُسی وقت سے جب خاران کی ریاست تھی اس وقت سے جو ہمارا رخشاں کی نوشیروانی کی جو ریاست تھی وہ انہیں علاقوں پر خاران، والبند دین، نوشکی، واشک تقریباً اسی میں آتے تھے اور جیسا ہمارے کچھی کی جیسے ہمارے قلات کی جو حدود تھیں ہمارے سراوان کی۔ یہاں سے سیدھا سوراب تک ایک ہی سیٹ ہے۔ اُس کی جو تعداد ہے اُس حوالے سے بھی یہ پورا ہے اور وہ بھی اپنے حساب سے سارا پورا ہے۔ اور کچھ، یہی چیز ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ اگر اسی طرح سے ہیں تو سارے اسی طرح سے ہوتے کچھ صوبائی اسمبلیوں کے وہی ایک لاکھ کچھ کے حساب سے اُن کو رہنے دیا گیا ہے اور کچھ صوبائی اسمبلیوں کو بہت زیادہ جیسے واشک اور خاران کو ایک کر دیا ہے۔ اسی طرح ہماری صوبائی اسمبلیوں کے کچھ ہے میں نام نہیں لوں گا جو اسی اپنی شکل و صورت میں برقرار ہیں۔ اور جھل مگسی اور وہ جو اس کا قومی اسمبلی کا ہے وہ ایک صوبائی اسمبلی کے برابر اس کی تعداد رہ گئی ہے اور ایک قومی اسمبلی میرا خیال پاکستان کا سب سے بڑا قومی اسمبلی کا وہ سلسلہ بن گیا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ اس کو باقاعدہ ان چیزوں کو رکھا جائے ان کو دوبارہ دیکھا جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے favour کے حوالے سے ہمارے لوگوں کو دیکھا کیا جائے نہیں ایسا نہیں ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک قومی اسمبلی کا ممبر جو یہاں select ہو گا

وہ اپنے حلقوں تک پہنچ سکتا ہے نہ اس کے حلقوں کے لوگ اُس تک پہنچ سکتے ہیں نا کبھی اُس کو پہنچ سال میں دیکھ سکیں گے ممکن نہیں ہے کہ وہ campain چلا سکیں ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے علاقوں کے مسائل کو وہاں لے جاسکیں یا اس کے حوالے سے کوئی بات کر سکیں کیونکہ ہم اسمبلی ممبران قومی اسمبلی ہوں چاہے صوبائی اسمبلی ہوں ہم اپنے لوگوں کی خدمت کے لیے منتخب ہوتے ہیں اور ہمارے لوگ جو ہمیں جانتے ہیں جو ہمیں صدیوں سے جانتے اور پہنچانتے ہیں جہاں ہم رہ چکے ہیں وہی ہمیں ہمارے background کو ہمارے کردار کو دیکھ کر وہ ہمیں ووٹ دیں گے۔ ایک علاقہ میں میں زندگی میں کبھی شادی غنی میں گیا تو گیا اور نہ نہیں گیا۔ اس طرح تو ممکن نہیں ہے کہ ہم نظریاتی طور پر کسی کو قائل کر سکیں۔

**میڈم اسپیکر:** ok thank you نواب صاحب۔

**نواب محمد خان شاہواني:** ایک اور بات میں اس سے ہٹ کر ذرا آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا۔

**میڈم اسپیکر:** -جی

**نواب محمد خان شاہواني:** کوئئے کا آج کل کا جوش اور جوڑ ان سپورٹ کا جوڑ ٹریننگ جام ایک چیز۔ دوسرا بدنی جو ہمارا جو آئے دن چند دنوں سے یا ایک مہینے سے فورسز اور ٹریننگ پولیس اور لیویز باقی ہماری فورسز کے نوجوانوں کو ایف سی کے نوجوانوں کو شہید کیا جا رہا ہے ڈیشنٹریڈی کے حوالے سے اور اس سے الگ ہماری ٹریننگ بدترین جام رہتی ہے کوئی ڈیشنٹریڈ آرام سے آ کر کسی بھی وقت کسی رش میں پھنسی ہوئی کسی بھی فورسز کی گاڑی کو کسی بھی اسمبلی ممبر کو یا کسی بھی کاروباری یا بنس میں کسی اہم آدمی کو نشانہ بن سکتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔

**نواب محمد خان شاہواني:** اس پر توجہ دی جائے ٹریننگ سکنل والا جو نظام ہے میں سمجھتا ہوں واحد دنیا کا شہر و نیڑہ ہو گا ایک صوبے کا جو مرکزی شہر ہے ہمارا جس میں ٹریننگ کے لائمس اور سکنل کا نظام نہیں ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ok thank you

**نواب محمد خان شاہواني:** ابھی یہ جو نظام ہو گا ٹریننگ کے لائمس ہوں گی تو ٹریننگ سپاہی کی ضرورت نہیں ہے ادھر کھڑا ہونے کی۔ وہ ڈیشنٹریڈی کا نشانہ اس سے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ٹریننگ کے نظام پر ہمارے وزیر صاحب بیٹھے ہیں ہمارے ڈی آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہیں ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بیٹھ جائیں اس مسئلے کو غور سے دیکھیں اور اس کو حل کریں مہربانی۔

**میڈم اسپیکر:** thank you very much یا سیمن اپڑی صاحب۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** thank you میڈم اپسیکر میں آپ کا شکر یہ ادا کرتی ہوں اور ایک مشورہ سب سے پہلے بات کرنے سے پہلے دوں گی یا تو پھر آپ ہماری سیٹیں change کریں یا eye-contact رکھیں کیونکہ باقی ساری ہو گئی ہیں اور اس subject پر already میں بھی قرارداد جمع کرو اچکی ہوں اور مجھے نہیں پتہ کرو قرارداد جو ہے۔۔۔

**میڈم اپسیکر:** ہم نے انہیں combine کیا ہے۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** وہ آگے جا کر آئیں گی یا declare کیا ہے جی۔

**میڈم اپسیکر:** انکو combine کیا ہے۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** اچھا اگر combine کیا ہے؟

**میڈم اپسیکر:** جی ہاں combine کیا ہے اسے آپ کو شاید میرے خیال میں سیکرٹری صاحب نے اطلاع نہیں دی ان کو ہم بتا چکے ہیں۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** نہیں نہیں اطلاع نہیں دی ہے اس لیے ہم آپ سے پوچھنا چاہر ہے تھے۔

**میڈم اپسیکر:** جی جی۔

**محترمہ یا سمین بی بی لہڑی:** اگر combine کیا ہے تو اچھی بات ہے۔ بہر حال یہ ہے کہ میڈم اپسیکر! جو قرارداد پیش ہوئی ہے باقی تو تقریباً ساتھیوں نے کی ہیں میں اگر دوبارہ بات کروں گی تو duplication ہو گی لیکن میں یہ بات ضرور کہوں گی کہ یہ routine کی قرارداد نہیں ہے جس طرح سے باقی قرارداد میں ہوتی ہیں، ہم منظور کر کے، پھر سالہا سال اسی پر یا پھر چچھ مہینے کے بعد دوبارہ وہ قرارداد لانے کا جو provision ہے آئین میں یہ ایک بہت important قرارداد ہے time bound ہے۔ اس پر میں صحیح ہوں کہ جو ہمارے ساتھیوں نے بات کی ہے آپ کی توجہ اور آپ کی رو لنگ اس میں بہت اہم ہو گی کہ کمیٹی آپ بناتے ہیں یا جو suggestions آئی ہیں اور کچھ suggestions میں بھی دوں گی۔ اگر ہاؤس آرڈر میں آئے میں اپنی بات کروں خالد بھائی۔ یہ بہت گیلو صاحب! آپ نے تو اتنی اچھی آج تقریر کی ہے پہلے چار پانچ سالوں سے آج جو آپ کی speech تھی وہ بہت facts figures کی تیاری کیا تھا آپ آئے تھے اور بہت غور سے سنائیں آپ کی ساری باتوں کو endorse کروں گی لیکن آپ ہماری چند گزارشات بھی سنیں۔ بالکل میں مختصر کروں گی اپسیکر صاحبہ! اس میں جو نواب صاحب ابھی بات کر رہے تھے کہ پتہ نہیں کونسے ذہنوں نے یہ بیٹھ کر فیصلہ کیا ہے اور کیا سوچ کر۔ میں صحیح ہوں کہ اس میں کوئی سوچ و بچار نہیں ہوئی ہے بہت illogical،

unrealistic) اور irrational وہ حلقة بندیاں کی گئی ہیں۔ اس میں دو جو ہماری قومی اسمبلی کی یا صوبائی اسمبلی کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم قومی اسمبلی کو دیکھ لیں میڈم اسپیکر! جیسے کہ با تین ہوئی ہیں سبی، اہڑی، کولو، بارکھان، ڈیرہ بلگٹی اسی طرح سے اگر ہم دوسرے حلقة کو دیکھیں مستونگ، قلات، سکندر آباد اور ادھر چاغی اور نوشکی۔ مطلب آپ دیکھیں کہ ایک طرف ایران کا بارڈر اور دوسرے جو ہے وہ اگر آپ نوٹکی کو دیکھیں وہ افغانستان کا بارڈر۔ تو یہ کیسے possible ہو گا ایک وہ بندہ یہ humanly جو ہے وہ managable کرے یا جو ہمارے پلنگ اسٹیشن نہیں گے فرض کریں اگر فورٹ منڈ میں ایک پلنگ اسٹیشن ہو گا دوسرا کوہ سلیمان میں۔ تو کس طرح سے ایک بندہ اس کو manage کر سکے گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو دوبارہ سے دیکھنے کی ضرورت ہے جو ہماری جو صوبائی حلقة بندیاں ہیں اگر میں پنجگور کی مثال دوں پنجگور اور آواران۔ ادھر سے ہر نائی اور زیارت تو مجھے حیرانی ہو گی کہ جustright سے بلوچستان کو ہمیشہ سے for granted لیا جاتا رہا ہے کہ ٹھیک ہے بس یہاں ہر چیز چلتی ہے۔ اور ایک بات میڈم اسپیکر! جو پالپیش کو لے کر ہر وقت مطلب یہی ہماری ایک کمزوری پکڑی ہوئی ہے۔ کہ جی پالپیش، پالپیش" کیا ہمارے آئین میں ایک بندہ ہو یا دس بندے ہوں ایک لاکھ ہوں یا دس لاکھ ہوں مطلب constitutional right ہم نے پلک نہیں دینا ہے، ہم نے اپنے لوگوں کو پانی، بجلی، صحت، روڈ نہیں دینا ہے ہر وقت ہم اسی ایک پالپیش کو لے کر ساری پلانگ جو اس پر کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ اس میں باقی جو poverty ہے criteria ہے اور جو گلیو صاحب نے بات کی جو میرے خیال میں جاپان کی ایک example ہماری سامنے آئی ہے کہ ایک میٹرو، اس ایک روٹ سے جاتی تھی اور ہمیشہ خالی آتی تھی ایک آدھ بندے اس میں ہوتے تھے۔ وہاں کی ایڈمنیسٹریشن نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ تو بہت زیادہ cost-affective نہیں ہے لوگ بھی اس میں سفر نہیں کرتے تو کیوں نا اس روٹ پر میٹرو کو بند کیا جائے۔ پھر پتہ چلا کہ وہاں اس روٹ سے صرف ایک بچی ہے جو کہ اپنی یونیورسٹی جاتی ہے۔ اور اس کے exam بھی چل رہے ہیں اگر ہم اس کو سٹرکٹ کریں گے میٹرو کو بند کریں گے تو وہ بچی suffer کر گی۔ اس بات کو لے کر فیصلہ ہوا کہ یہ بند نہیں کیا جائیگا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ ہر وقت ہم کہتے ہیں "کہ جی پالپیش پالپیش"۔ ہم کہاں سے جی پالپیش لا میں کہ آپ ہمیں حقوق کے مطلب constitutionl rights ہیں وہ ہمیں نہیں مل رہے ہیں لیکن کیا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ بھی forever ہم نے لوگوں کو facilitate نہیں کرنا بنیادی rights ہیں دینے ہیں آپ اگر چھ بھی کریں تب بھی میرے خیال میں آپ پالپیش کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ مطلب اس ایک کمزوری

کو لے کر میڈم اپسیکر! ہمیں ہر وقت اسی طرح blackmail under threat کیا جائے کہ آپ کی پاپولیشن کم ہے تو آپ کو یہ سہولت نہیں ملے گی تو اس کو rewise criteria کریں اس کو بلوچستان میں میں صحیح ہوں کہ بہت زیادہ ignorance already ہو چکی ہے۔ مزید اس کو میرے خیال میں پاس بھی کیا جائے۔ اور جو کمیٹی ہے وہ اس پر affirmative action کے کام کرے۔ thank you so much.

**میڈم اپسیکر:** عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

**میڈم اپسیکر:** عبدالرحیم زیارتوال صاحب کی speech سے پہلے چونکہ اس وقت تحریک اتوال میں مصروف ہو گئے تھے۔ پہلی speech کر رہے ہیں تو میں ان کو اس نشست پر اس ایوان میں مبارکباد پیش کرتی ہوں اور welcome کہتی ہوں۔

**قائد حزب اختلاف:** مہربانی میڈم اپسیکر! میں point of order پر بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

**میڈم اپسیکر:** پھر بعد میں۔ پہلے آپ اس پر conclude کریں۔

**قائد حزب اختلاف:** درست ہے۔ تو پھر تقریر یہاں سے شروع کروں گا ٹریشوری بخزر کی دوستوں کی توجہ چاہتا ہوں۔ بنیادی طور پر صوبے میں جو حلقوہ بن دیاں ہوئی ہیں میڈم اپسیکر! نصر اللہ زیرے بیٹھے ہیں وہ مسلسل ایکشن کمیشن اور خصوصاً کوئینہ کے ڈی آئی کے پاس جاتے تھے۔ اور آختر تک انہوں نے کہا ہم نے نقشہ مرتب نہیں کیا ہے اور وہاں سے حلقے announce ہوں گے۔ اب اگر یہاں سے اس کا نقشہ اس کی recommendation کی سفارش نہیں ہے تو صوبائی ایکشن کمیشن کا پھر معنی کیا ہے اس کو ہم کس معنی میں لیں گے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو قرارداد بنیادی طور پر اس پر رحمت بلوج صاحب نے بات کی۔ اور اس نے پھر فاتا کا حوالہ دیا ہم نے جو قرارداد پیش کی ہے ڈسٹرکٹ کی بنیاد پر قومی اسٹبلی کی سیٹیں تو وہ اس سے اہم مطالبہ ہے ہم اس کے pattern پر نہیں جائیں گے لیکن ہمارے کچھ اصلاح ایسے ہیں کوئی، پیش مخالف اصلاح ہیں۔ قلعہ عبداللہ اور اس side پر بھی انکی آبادیاں دس، دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اب دس لاکھ کی آبادی اور ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کے لیے برابر کی صورتحال یا برابر کا تجزیہ یا برابری پر اس کو سیٹ دینا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے میڈم! انہوں نے کہا کہ ہم نارٹھ سے شروع کر رہے ہیں۔ نارٹھ سے پہلا جو حلقوہ ہے ڈیرہ اسماعیل خان سے شروع ہوا ہے۔ اور یہاں خانوں کی ادھر زدیک پہاڑ پر چڑھ کر آپ دیکھ سکتے ہیں خانوں تک ایک حلقة بنایا ہے۔ پھر ڈیرہ غازیخان اور تونسہ کے بارڈر سے لے کر پھر کوئی، اسپین کاریز آپ سب دیکھے ہیں۔ میڈم اپسیکر! دوسرا جو حلقوہ ہے ایک ڈیرہ اسماعیل خان سے خانوں تک ہے

قوی اسمبلی کا دوسرا اڈیرہ غاریخان، تونس سے لے کر کوئئہ اپین کاریز مارگٹ ایک جگہ کا نام ہے اپین کاریز سے تقریباً پانچ کلو میٹر آگے ہے ہر نائی یہاں تک ہے۔ یہ پھر ایک حلقة ہے اور جس آدمی کو بھی یہاں candidate بنایا گیا ہے وہ ہزار تو بکر کے وہ candidature کے لئے جائیگا ہی نہیں یہ اُس کے بس کی بات نہیں ہے تو اس طریقے سے صوبے کی جو صورتحال ہے یہ ہمارے حلقتے سات سو آٹھ سو کلو میٹر اور بعض ایسے ہیں کہ روڈ کے ذریعے eccess ہی نہیں ہیں تو اس طریقے سے حلقة بندی کرنا یہ عقلمندی تو نہیں ہے بات اصل میں یہ ہے کہ---

**میڈم اسپیکر:** زیارت وال صاحب! اذاں ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ مغرب کی اذاں)

**میڈم اسپیکر:** جی زیارت وال صاحب۔

**قائد حزب اختلاف:** میڈم اسپیکر! میں بنیادی طور پر دوست، جتنے ساتھی ہیں تمام اسمبلی، وہ اس پر متفق ہیں۔ اور اُس میں بنیادی بات یہ ہے کہ بعض حلقتے ایسے ہیں کہ کوئی بھی امیدوار اپنا candidate اُس علاقے میں، اُس ضلع میں نہیں بجھو سکتا۔ کم از کم یہ جو صورتحال ہے اسکو تبدیل کرنے کیلئے از سرنو ایسا کوئی طریقہ نکالا جائے جس پر چل کر، میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے پٹوار سرکل نہیں توڑ سکتے ہیں، خاموش ہیں۔ ڈوڑن توڑے ہیں۔ بابا! خدا کو منو۔ تم ڈوڑن توڑ رہے ہو۔ ہم پٹوار سرکل میں اگر مداخلت کرتے ہیں تو ہمارے قاعدے کے برخلاف ہے۔ اب یہ کہاں کا انصاف ہے کس طریقے سے ہے؟ اور آپ اسکو کس طریقے سے بنارہے ہیں اور اسکو کس طریقے سے لے جارہے ہیں؟ تو کم از کم ڈوڑنوں کا خیال رکھنا چاہیے علاقوں کا خیال رکھنا چاہیے زبانوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور اسکے علاوہ جو ہماری دوسری جو بد قسمتیاں ہیں انکو سامنے رکھ کر، اگر وہ جاتے تو آج اس طریقے سے نہیں ہوتا۔ میں تو یوں محسوس کر رہا ہوں کہ جیسے ایکشن کے التوا کی طرف بات لے جارہے ہو۔ ایکشن کو اتو میں رکھنے کی بات ہو۔ وہ اس طریقے سے حلقة بندی کر کے اور ہم سارا جو وقت ہے وہ حلقة بندیوں پر دوبارہ سے گزار کر تو آپ کا ایکشن کہاں ہو گا؟ یہ کس نے کیا ہے؟ یہ گورنمنٹ موجود ہے اور وہ جو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ اسکے ماتحت کام کر رہا ہے انکو پتہ نہیں ہے صوبے کے کسی آدمی کو پتہ نہیں ہے اور حلقة بندیاں بنادی ہیں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس سے حاصل کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں یعنی جوابی دوست بتا رہے ہیں ایران بارڈر اور پھر آتے جا ہو قلات تک۔ حلقة بنانا اب یہ اس طریقے سے نہ آپ صوبے کو چلا سکتے ہیں نہ یہ کام ہو سکتا ہے نہ یہ ایکشن کے favour میں ہیں۔ تو یہ جو چیزیں ہیں انکو اٹھانا ہے۔ میڈم اسپیکر! میں سرفراز صاحب کی توجہ چاہتا ہوں سرفراز بھائی! اصل میں جو چیزیں ہیں آپکو بھی گورنمنٹ کے under figures دیتا ہوں۔ ہم نے census department کے بھی گورنمنٹ کے under figures دیتا ہوں۔ ہم نے

ہر نانی سے، شاہرگ سے 38 ہزار کی پاپلیشن کی تعداد جمع کروائی ہے۔ وہاں 10 ہزار show کیا ہے۔ اگر میری وجہ سے ہر نانی کی آبادی گھٹا رہے ہیں کہ یہ کیوں بولتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ رہا ہوں۔ خوست ایک علاقہ ہے یعنی پہلے آبادی میں پہلے شاہرگ 17 ہزار تھا۔ اب 10 ہزار ہے۔ اور خوست 10 ہزار تھا اب 12 ہزار ہے۔ اور انہوں نے جمع کرائے تقریباً 26 ہزار۔ اب سب سے کم آبادی ہر نانی کی تقریباً ڈیڈھ لاکھ تک یہ پہنچ جاتی ہے۔ لیکن یہ کس نے کیا ہے؟ سپرواائز روہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ جمع کروایا ہے۔ پھر 8,36 ہزار کو 10 ہزار کرنے والا آدمی کون ہے؟ سرفراز صاحب سے میری request یہ ہے کہ آپ کمیٹی بنائیں۔ آپ اس پر جائیں میں پھر ہم نے کاغذات جمع کروائے ہیں۔ اس پر سینٹ کمیٹی نے اوروفاقی گورنمنٹ نے اپنا فیصلہ دیا ہے کہ اس طرح کی چیزیں ہیں۔ 5% دوبارہ مردم شماری کرائیں گے۔ اب وہ 5% پر بھی ہمیں consider نہیں کر رہے ہیں۔ ادھر ہی سے حلقت بندیاں بن رہی ہیں۔ تو یہ جو صورتحال ہیں اس کو دیکھنے کیلئے اور اسکو ختم کرنے کیلئے کیا طریقہ کاراپانا ہے۔ کس طریقے سے ہم نے اس پر جانا ہے کہ اس کے اختیارات ہیں۔ اور یہ اختیارات کس طریقے سے کس نے استعمال کیئے ہیں؟ ہم تو اسکے پیچے جائیں گے جس نے یہ اختیارات استعمال کیئے ہیں۔ میڈیم اسپیکر! اور صوبے کو لاوارث سمجھ کر یہ کام کیا ہے اسکی باز پرس ہو۔ آپ انکو بُلا کیں آپ اپنے چیزبر میں انکو بُٹھائیں۔ ایک تو یہ قرارداد ہے لیکن قرارداد کے علاوہ بھی کہ اگر صوبے نے یہ کام کیا ہے تو کس کی مشاورت سے کیا ہے؟ گورنمنٹ موجود ہے اسکی مشاورت اس میں شامل ہے تو ہم سرفراز سے جو ٹریڑی بخوبی کے وجود وہ ہے اس ان سے گلہ کریں گے۔ اگر وہ اس میں شامل نہیں ہیں انہوں نے یہ کام نہیں کیا ہے۔ پھر جس نے کیا ہے کیا وہ گورنمنٹ کے کسی ادارے کے ماتحت ہیں یا نہیں؟ تو یہاں یہ تمام چیزیں جو میں دیکھ رہا ہوں یہ اس طریقے سے ہو رہی ہیں جیسے کہ یہ صوبہ لاوارث بن گیا ہے۔ تو اس میں آپ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے کیا مدد کر سکتے ہیں؟ ایکشن کمیشن کو کس طریقے سے بُلا سکتے ہیں؟ اور ساتھ ہی ساتھ census کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو کس طریقے سے بُلا سکتے ہیں؟ انکے ساتھ کیا کیا جاسکتا ہے وہ آئیں ہم اسکے پیچے نہ جائیں۔ آپ انکو بُلا کیں وزیر اعلیٰ صاحب ہوتے تو انکو یہ کہتا۔ آپ لوگ انکو بُلا کیں انکو بُٹھائیں۔ چاہے وہ وفاق سے آئیں۔ چاہے وہ صوبے سے آئیں۔ جہاں سے بھی نمائندگی ہوان چیزوں کو سامنے رکھ کر کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ کس طریقے سے ہوا ہے؟ یعنی ساری دُنیا میں جو آبادی ہے 2.5 وہ بڑھ رہی ہے۔ جو سب سے کم بڑھی ہے وہ 1.16 ہر نانی کی ہے۔ اب یہ اس طریقے سے بیٹھ کر، غاموش رہ کر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ تو اس طریقے سے بہت سی اور بھی چیزیں ہیں۔ وہ شاہوائی صاحب نے کہا میں بھی دو منٹ آپکی اجازت چاہتا ہوں۔

**میڈم اسپیکر:** جی۔

**قائد حزب اختلاف:** کوئی اور اسکی ٹرینک کا مسئلہ اتنا نگمی ہو گیا ہے کہ کسی بھی روڈ پر آپ بیزار ہو جائیں گے کہ میں گاڑی میں بیٹھ کر کیوں جا رہا ہوں۔ میں پیدل کیوں نہ چلتا کہ اس سے پہلے پہنچتا۔ تو یہ جو صورتحال ہے اسکو ٹھیک کرنے کیلئے آپ ٹرینک پولیس کو۔ وزیر داغلے صاحب بیٹھے ہیں وہ اور سیکرٹری داخل۔ کیا کیا جاسکتا ہے کس طریقے سے ٹھیک کیا جاسکتا ہے؟ اور یہ جو ٹرینک سننے ہیں انکو کیسے عملی بنایا جاسکتا ہے۔ اور ٹرینک پولیس کو کتنا موثر کر سکتے ہیں کہ ہماری ٹرینک کم از کم smooth ہو۔ اور اسکے راستوں میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو کیسے ڈر کیا جاسکتا ہے اور یہ smooth کیسے کیا جاسکتا ہے۔ تو دوست اس پر بات کریں اور اس پر وہ جائیں اور اس کا وہ نوٹ لیں۔ اور یہ واقعی ہمارے لیئے مسئلہ بن گیا ہے۔ میں ایمانداری سے زیارت سے آتے ہوئے کشمکش تک جو ٹائم لیا جاتا ہے اتنا ٹائم کشمکش سے سیٹلائٹ ٹاؤن تک پہنچنے میں صرف ہوتا ہے۔ تو یہ جو صورتحال ہے سب کیلئے ہے۔ نواب شاہوں کے صاحب نے اچھی نشاندہی کی۔ اس صورتحال پر بھی بات ہو۔ اور اسکے لیئے بھی کیٹھی ہو۔ جس طریقے سے آپ مناسب سمجھیں census والوں کو اور ایکشن کمیشن والوں کو کیسے بلا سکتے ہیں۔ کیا کیا جاسکتا ہے ایوان میں آپ فیصلہ کریں۔ اس پر ہم جائیں گے تاکہ ان چیزوں کو بجائے مہینوں میں وہاں بیٹھ کر فوری طور پر آگوحل کر سکتے ہیں نمائندے موجود ہیں۔

**میڈم اسپیکر:** بالکل۔

**قائد حزب اختلاف:** انکو رقبہ، ضلع سب کچھ معلوم ہے۔ جب معلوم ہے تو انکو ہم تجویز دیں گے کہ وہ اس طریقے سے انکو بنائیں۔ اور جو اضافے کی بات کر رہے ہیں ہمیں وہ اضافے کی اجازت دی جائے۔ اور چھوٹے جو ہمارے اضلاع ہیں انکو ضامنی بنیاد پر قومی اسمبلی کی سیٹ ہو۔ اور قومی اسمبلی کی جو سیٹیں ہیں پُرانی ان پر چلا جائے تب بھی ٹھیک ہے۔ اب اسکے ناتھ اور ساتھ میں ہم جتنے مارے گئے ہیں اسکا تصور ہی نہیں کر سکتے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے زیارت والے صاحب! آپ کا پاوائٹ آگیا۔

**قائد حزب اختلاف:** تو اس صورتحال میں ایوان سے میری گزارش یہ ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور کریں گے تاکہ ہماری جو مشکلات ہیں انکا ذرا ہو سکے۔

**میڈم اسپیکر:** جی۔ بگٹی صاحب آپ۔ جی ہم نے انہیں اطلاع دی تھی۔ اب اس پر سیکرٹری صاحب ایک لیٹر بھیجیں۔ اور چیف سیکرٹری صاحب کو کہ یہ آپ کے جو سیکرٹریز ہیں وہ اسمبلی کے اجلاس میں اپنی شرکت کو تینی بنائیں۔ جی۔ بگٹی صاحب۔

will talk with Chief Secretary۔

میر سرفراز احمد گنڈی (وزیر مکملہ داعلہ و قائمی امور): شکریہ میدم اسپیکر۔ میں اس قرارداد پر اتنا ہی کہونگا کہ بڑی important قرارداد ہے۔ لیکن بڑی دیر کی مہربان آتے آتے۔ اسکو سمجھنے کی ضرورت ہے میدم اسپیکر۔ یہ جب کہاں سے جب census ہو رہا تھا۔ تب فیڈرل گورنمنٹ نے یہ decision لیا۔ ہمارے دوست جتنے بھی ہیں وہاں فیڈرل گورنمنٹ میں۔ فیڈرل گورنمنٹ کے بڑے important ہے۔ اور ہماری وہاں بڑی say census جب ہو رہا تھا ڈاکٹر مالک صاحب دو مینے تربت میں جا کر بیٹھے تھے۔ اور میری بھی انکے ساتھ بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ پھر وہ سلسلہ جب چل پڑا کہ اب یہ delimitation کیسے ہو گی؟ جب یہ کیسے ہو گی تو مجھے ہستری کو crap کرنے دیں۔ بلوچستان کے لوگوں کو صحیح بات کا پتہ ہونا چاہیے تھا کہ ان circles میں جن میں اسوقت میں بیٹھتا تھا۔ زیارت وال صاحب تشریف رکھتے تھے اور باقی دوستوں کا بھی میں نام لوں گا۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ ہوا کیا تھا۔ پرائم منسٹر صاحب یہاں تشریف لائے تھے۔ پرائم منسٹر صاحب کے سامنے یہ بات اٹھائی گئی تھی۔ ڈاکٹر مالک صاحب بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ تو پرائم منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ جی پر اول اسمبلی کا آپ خود ہی کر لیں۔ آپ اپنے بڑھانا چاہتے ہیں آپ کر لیں۔ جب یہ ہوا تھا میں نیشنل اسمبلی پر بعد میں آؤں گا۔ تو نواب زہری صاحب جو اسوقت قائد ایوان تھے انہوں نے ایک مینگ بُلائی۔ اُس مینگ میں، عبدالجیم زیارت وال صاحب، ڈاکٹر حامد صاحب، مجیب محمد حسنی صاحب، محمد خان لہڑی صاحب اور مولانا عبدالواسع صاحب جو اس وقت اپوزیشن لیڈر تھے وہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اور میں ناچیز بھی وہاں موجود تھا۔ اور ہمارے سینیٹر درانی صاحب جو آغا شاہ زیب درانی صاحب ہیں وہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ میدم اسپیکر! تو وہاں یہ بحث ہوئی۔ کیونکہ ہمیں ہمیشہ سے ہی یہ feel ہوتا ہے جہاں زیارت وال صاحب موجود ہوتے تھے تو ہمیں ایسا لگتا تھا کہ we are son a lesser government چاہے وہ ڈاکٹر مالک صاحب کی حکومت ہو چاہے وہ نواب زہری صاحب کی حکومت ہو۔ تو اب ہمیں اتنا اچھا لگ رہا کہ وہ ہم سے ہوڑا اور بیٹھ گئے ہیں۔ تو اب ادھر ہوڑا بہت اب ہمارا influence ہو گیا ہے حکومت میں۔ تو اُس مینگ میں جب یہ بات ہوئی تو ہم تین لوگوں نے جس میں مجیب محمد حسنی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ محمد خان لہڑی صاحب اور زمرک خان اچکزی صاحب کو بھی سارے قصے کا پتہ ہے۔ ہم تین لوگ اور سینیٹر درانی صاحب نے ہم چار لوگوں نے اس پر بڑا ذرودیا کر دیا۔ جی ہم اپنے صوبائی اسمبلی کے حلقات بڑھاتے ہیں اور ایک فارمولہ بھی وہاں بنایا۔ اور وہ فارمولہ کیا کر پیش کیا گیا اسوقت کے آریل چیف منسٹر کے سامنے۔ لیکن اُس وقت زیارت وال صاحب اور مولانا واسع صاحب نے۔ میں حیران ہوا کہ یہ دونوں کا کیسے consensus ہو گیا۔ نواب صاحب تو یہی خیر ان کے influence میں تھے۔ تو انہوں نے فوراً ایڈ کر دیا کہ

نہیں نہیں بس اسکو چھوڑ دیں is it is ٹھیک ہے۔ ہمیں اُس وقت پتہ چل گیا تھا کہ یہ as it is نہیں ہو گا۔ اور پھر اسکے بعد، جی یہ ہوا تھا جی نواب زیری صاحب تھے۔ آپ کے لوگوں نے آپ کو نہیں بتایا پوچھ لیں مجیب محمد حسنی صاحب اس بات کی گواہی دیں گے۔ اچھا! اسکے بعد کیا ہوا کہ جب فیڈرل گورنمنٹ یہ کر رہی تھی۔ تو کابینہ نے اسکو پاس کرایا کہ آپ delimitation کرائیں۔ اور فارمولایہ ہو گا کہ پنجاب کی تین سیٹیں کم ہو جائیں گی۔ بلوچستان کی تین سیٹیں بڑھ جائیں گی۔ جبکہ ہمارا موقوفہ اسوقت بھی یہ تھا۔ آج بھی یہ ہے کہ بلوچستان کو ضلع وار نیشنل اسمبلی کی سیٹیں ملنی چاہئیں۔ اگر ضلع وار نہ ملیں تو کم سے کم جو پہلی تعداد ہے اُس کو بڑی حد تک بڑھائی جائے لیکن پاپولیشن کے حساب سے۔ لیکن ہوا کیا؟ تو اسوقت بھی فیڈرل گورنمنٹ میں ہمارے نیشنل پارٹی کے اکابرین اور پی کے (میپ) کے اکابرین میاں صاحب کے بڑے قریب تصور کیتے جاتے ہیں، آج تک۔ ہم تو اُس والے کھاتے میں ہیں نا۔ کبھی غدار کہہ دو۔ کبھی مخرف کہہ دو۔ کبھی ایجنٹ کہہ دو۔ وہ سب ہمیں قول۔ آپ تو وہاں موجود تھے آپ اُس کابینہ کا حصہ تھے آپ نے کیوں پاس ہونے دیا؟ کیوں میاں نواز شریف کے سامنے اسوقت بات نہیں کی کہ جی یہ نہیں ہونا چاہیے۔ فنا کو اگر special status مل سکتا تو بلوچستان کو کیوں نہیں مل سکتا؟ اب سانپ گزر گیا ہے اب ہم لکیر پسٹنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس قرارداد کی کیا اہمیت ہے؟ کیا معاملہ ایکشن کمیشن میں ہے؟ ایکشن کمیشن سے یہ جایگا۔ ایکشن ٹریبونل بنیں گے۔ ٹریبونز میں ہے۔ ٹریبونز سے یہ چلا جائیگا ہائی کورٹ میں۔ اور ہائی کورٹ سے یہ چلا جائیگا سپریم کورٹ میں۔ مقصد کیا ہوا کہ آپ کے ایکشن delay، آپ کے ایکشن چار مینے کیلئے۔ پانچ مینے کیلئے۔ آٹھ مینے کیلئے۔ ایک سال کیلئے delay۔ جب ٹائم تھا تو حکومت بلوچستان کو یقینی نہیں تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم سب اسوقت حکومت کا حصہ تھے۔ میں بھی اتنا ہی بڑا گھنگار ہوں۔ میں ہوں۔ میں گھنگار ہوں لیکن میری آواز اُس نقارخانے میں طوٹے کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب! اُس وقت سنتا کوئی نہیں تھا۔ جن کی سنتا تھا ان کو آج پریشانی ہو رہی ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ خدارا! اُس وقت کاش! آپ لوگ یہ ایکشن لے لیتے۔ تو بھی یہ قرارداد کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نہ ایکشن کمیشن اس کو اب change کر سکتا ہے۔ اب آپ کو دے دی ہے، فورمز، وہ فورم ہے اب ٹریبونل میں آپ جائیں۔ ادھر سے آپ کی اپیل reject ہو جاتی ہے۔ تو آپ کو ہائی کورٹ میں یا سپریم کورٹ میں جانا پڑتا ہے۔ پھر بھی I am not sure کو وہ challenging Court اُس کا appellate authority ہے یا ہائی کورٹ ہے یا ہائی کورٹ ہیں۔ تو یہ معاملہ اب لٹک گیا۔ now we can not do any thing. ادھر سے آپ جتنی بھی مرضی شور کر لیں۔ جب ٹائم تھا، تو ہم خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ ہم نے اُس وقت یہ سوچا ہی نہیں تھا۔ ہم نے بولا تھا۔ یہ

بلوچستان کے لوگ سن لیں کہ میں نے اُس وقت بھی بات کی تھی۔ میرا خمیر مطمئن تھا کہ میں نے اُس وقت بھی بات کی تھی۔ اور آج بھی اپنی اُس principle stand پر کھڑا ہوں۔ دیکھیں! یہ تو ہم آپس میں سب colleagues ہیں، ہم سب ایک دوسرے کی بہت respect کرتے ہیں، ہم سارے لوگ وہاں بیٹھے تھے۔ مولانا واسع صاحب، زیارت وال صاحب، ڈاکٹر حامد صاحب، سب لوگ بیٹھے تھے۔ انہوں نے نواب زہری کے سامنے کہا۔ ”کہ نہیں بھائی! ہم بلوچستان“۔ حالانکہ پرائم فنڈر کہہ کے گئے تھے ”کہ بلوچستان کا آپ اپنی مرضی سے کر لیں“۔ ہم نے فارمولہ بھی drive کیا۔ لیکن unfortunately کرنے کی ضرورت نہیں ہے، repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اُس وقت ہم نے نہیں کیا۔ اب سانپ گزر چکا ہے لیکر جتنی مرضی پیٹ لیں، پیٹ لیتے ہیں۔ ہم سارا بھیج دیتے ہیں دوبارہ، یہ قرارداد چلی بھی جائے گی لیکن اب فیڈرل گورنمنٹ بھی کچھ نہیں کر سکتی، اب یہ قرارداد میں لکھا ہوا ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے لیکن صوبائی حکومت، ہم آپ کی قرارداد کے بغیر قرارداد کی سفارش بھیج دیتے ہیں، تو کیا یہ سفارش فیڈرل گورنمنٹ کے بس میں ہے، اب فیڈرل گورنمنٹ کے بس میں نہیں ہے، اب یہ معاملہ subjuduice چلا گیا، یعنی میں ہماری برابر موجود گی تھی ہیئت آئندہ آئندہ میں ہمارے مبرز تھے، very unfortunate، this was correction، ہمیں ہستیری میں correction کرنی چاہیے ہے، بلوچستان کے لوگوں کو پتہ چلنا چاہیے کہ کس نے کیا کردار دادا کئے، تو اگر فلور آپ کے پاس ہے تو آپ بات کریں اگر میرے پاس ہے تو let me complete اُس کے بعد آپ بول لیجئے گا۔ میڈم اسپیکر! اس قرارداد کو بھیج دیتے ہیں لیکن یہ ریکارڈ پر میں لے آؤں کہ اس قرارداد کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے اور اب آپ ایکشن ٹریبون میں جائیں ہمایت میں ایک دفعہ نہیں سو دفعہ نہیں ہزار دفعہ کرتا ہوں۔ اُس کا بھی میں نے کی، جنہوں نے نہیں کی ہے اُن سے پوچھیں ناں گیلا جان۔ میں نے تو کی، میں اُس وقت بھی کہتا ہا اور آج بھی کہہ رہا ہوں اس قرارداد کی بھی حمایت کرتا ہوں لیکن یہ سانپ گزر گئے لیکر پیٹتے رہے۔ سو دفعہ پیٹیں ہزار دفعہ پیٹیں thank you so much میڈم اسپیکر: ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج:** میرے معزز دوست نے جو کچھ کہا، شاید اگر تھے تو ہم سب تھے، یہ نہیں ہے کہ ایک کا نہر زیادہ ہے دوسرے کا کم ہے، ہم گورنمنٹ میں رہے ہیں، کویش میں رہے ہیں، مجھے پتہ ہے، میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے زمانے میں آپ کی کیا حیثیت تھی، اور زہری صاحب کے زمانے میں بھی آپ کی کیا حیثیت تھی، آپ deserve بھی کرتے تھے، no doubt but یہ آپ نہ سمجھیں کہ آئیں آپ کا روں نہیں تھا۔ دوسری بات میں کہتا ہوں کہ This is the problem of constitutional amendment یہ

کوئی ادھر ادھر نہیں ہے۔ ادھر صرف اور صرف نہ آپ ایک کمیشن میں جائیں گے اور نہ ٹریبون میں جائیں گے، آپ اگر، ہم ہمت کریں ہم ایک ہفتے کے اندر اس constitutional amendment کو سینٹ سے پاس کرو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ہم نے already مسلم لیگ والوں سے بات کی ہے، پیپلز پارٹی اور پی ٹی آئی سے بات کرنی ہے، پیشناہ اسمبلی کا میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ بڑی پارٹیوں نے ایک decision لیکن صوبائی اسمبلی کا ہم کر سکتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے یہ جو آپ ہمیں اطلاع دے رہے ہیں میرے پاس یہ اطلاع موجود نہیں ہے لیکن ہمیں بھی ابھی جو ہم نے PM سے بات کی اُس نے کہا کہ آپ جی through resolution آ جائیں۔ میر سرفراز خان گٹھی (وزیر داخلہ و قبائلی امور) : Just for your information your

Parliamentary Leader Sardar Aslam Bizenjo was also present on ہاں خضدار میں تھا، we called him that meeting, we called him. اور وہاں اُس کو اُس

میٹنگ کا حصہ بنایا۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** ok، میں آپ سے نہیں کہتا ہوں کہ جب ہم کو لیشن میں تھے تو سب تھے۔ لیکن آپ نے باتوں کو اس انداز پر رکھا۔ چلو میں بیٹھ جاتا ہوں آپ بات کریں۔ یہ impression آپ نہ دیں چاہے میں وزیر اعلیٰ تھا یا سردار شاء اللہ صاحب تھے۔ آپ کو اس میں کوئی شیئر نہیں تھا، نہیں آپ میرے ساتھ اتنا ہی onboard تھے جو میں اور آپ جانتے ہیں، ٹھیک ہے نا۔ نہیں نہیں آپ کو بھی onboard کیا میں نے۔ how-any وہ بات چھوڑ دیں۔ ہستیری پر چھوڑ دیں۔ میں اس پر آرہا ہوں کہ اس میں ہم تمام جودوست ہیں، ابھی سرفراز بھائی کہہ رہا ہے کہ ہم مرکز میں بالکل نواز شریف کے اتحادی ہیں، لیکن اس وقت نواز شریف کی حالت وہ نہیں ہے، ہم زیادہ سے زیادہ PM سے کرو سکتے ہیں جو نواز شریف کے ووٹ ہیں، چاہے سینٹ میں ہیں چاہے قومی اسمبلی میں ہم اُن سے کہیں گے کہ اس میں ہمیں آئینی ترا میم دے دو۔ ہم سب جائیں، ہم سب محنت کریں، میں کل اپنے دوستوں سے بات کروں گا، زیارت وال بھی کریگا، زمرک خان بھی کریگا، جے یو آئی بھی کریگی سرفراز صاحب! آپ اتنے کمزور نہیں ہیں، آپ بھی کر لیں، آپ ہم سب سے زیادہ طاقتور ہیں، ٹھیک ہے نا۔ آپ بھی کر لیں ہم بھی کر لیں گے جہاں فریاد لے جانا ہے لے جائیں گے۔ ہمارے ہاں ایک مثال ہے وہ نہیں دونگا ٹھیک ہے ناں اسکی دے دونگا۔ تو اگر قلندر ہماری دعا کیں مستجاء نہیں کریں گے تو ہم اپنی جگہ پر رہیں گے نا۔ تو چلو ایک دعا نگتے ہیں شاید مستجاء ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں this is a time کہ ہم اس کو unanimously منظور کر لیں اور کل سے اس کو آئینی ترا میم کی جانب لے جائیں۔ Thank you very much.

**میڈم اپسیکر:** ڈاکٹر صاحب! آپ سے guidance چاہیے تھی ایسا جیسا آپ نے ایک تجویز دی amendment کی۔ تو اس میں کیوں نہیں ایسا کہ صوبائی اسمبلی کی طرف سے ایک آئینی قرارداد آپ لائیں تاکہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں ہم یہ کرسکیں۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** اسی کو ہم کر سکتے ہیں۔

**میڈم اپسیکر:** جی ڈاکٹر حامد اچکزی صاحب۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزی:** بڑی مہربانی۔ وہ گورنمنٹ کا، سرفراز صاحب آپ کی توجہ چاہیے۔ میں یہ بات کروں گا اس معزز زمیر نے گورنمنٹ کا opinion آگیا۔ نے حلقوں کیلئے۔ ان کا opinion چاہیے یہ جو غلط حلقة بن دیاں ہوئی ہیں اس میں جوانہوں نے مداخلت کی ہے اس پر ان کا opinion چاہیے۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس کو منظور کرو بعد میں جو کچھ کہنا ہے کہم دو قرارداد کو تو منظور کر لونا۔

**وزیر داخلہ و فیصلی امور:** میڈم اپسیکر! ہم اس قرارداد کو support کر رہے ہیں، میں جو بتا رہا تھا، میرا یعنی ہے اس قرارداد پر بولنے کا۔ میں realities بتا رہا تھا کہ What happened to us، اب بھی اگر کوئی راستہ ہے ڈاکٹر صاحب! میں پہلا آدمی ہوں گا جو اس جدوجہد میں جو میری humble capacity ہے۔ میں اس پر پہلا آدمی ہوں گا جو آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ lead کریں میں آپ کے پیچھے ہوں۔ اور آپ سے اچھالیڈر ہمیں ملنے والا نہیں ہے۔

**میڈم اپسیکر:** Thank you very much مشترکہ قرارداد نمبر 110، ملک میں 2017ء کی مردم شماری کے نتیجے میں ایکشن کمیشن کی جانب سے ازسر نو حلقة بندی اور قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں میں اضافہ کی بابت معزز زار اکین اسمبلی نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور اپنے اپنے تحفظات اور تجویز دی ہیں۔ اور آج میری اپنی learning میں بڑا اضافہ ہوا۔ اور Really I appreciate the Members کہ جنہوں نے جس طرح سے اس موضوع کو discuss کیا ہے۔ بلاشبہ یہ قرارداد عوامی اہمیت کی حامل ہے اور یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے اس وقت بلوچستان کے حوالے سے۔ اور یہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ایکشن کمیشن نئی حلقة بندیوں اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں کے اضافے کی بابت معزز زار اکین اسمبلی کے تحفظات دُور کرنے کیلئے اقدامات کرے۔ اور ان تمام تجویز اور تراجمیں جو ہمارے ممبران نے دی ہیں، ان تمام کے ساتھ، اس معاملے کو انتہائی سنجیدگی سے لے۔ تاکہ مستقبل قریب میں منعقد ہونے والے عام انتخابات خوش اسلوبی سے سرانجام

پائیں۔ اور اسمیں میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمارے باقی ممبران نے، جو ہمارے قومی اسمبلی کے ممبران اور سینٹ کے ممبران کے حوالے سے بات کی ہے، یہ ان کا بھی فرض بتا ہے کہ وہ اس معاملے میں صوبائی اسمبلی میں یہ جو قرارداد پاس ہوئی ہے۔ ان کے ساتھ یہیں اور اس معاملے کو آگے لے کر چلیں، مشاورت کے ساتھ۔ میں چاہتی ہوں کہ الیکشن کمیشن معزز اکیون اسمبلی کو آگاہی اور ان کے تحفظات کو دور کرنے کیلئے ایک بریفنگ بھی ضرور دے دیں کہ ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ اور کس طرح انہوں نے ان چیزوں کو آگے بڑھایا ہے۔ تاکہ عوامی اہمیت کا یہ مسلمہ مسئلہ مفاد عامہ کے تناظر میں حل کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں جس طرح سے ہمارے ڈاکٹر صاحب نے بھی کہا کہ ایک کمیٹی کی تشکیل انتہائی ضروری ہے۔ چونکہ ٹائم کم ہے اور ہمیں اس مسئلے کو بہت تیزی سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ تو میں ایک کمیٹی تشکیل کرتی ہوں، پارلیمانی لیڈرز کے حوالے سے۔ تاکہ وہ جلد از جلد، میں تو کہوں گی کہ جس طرح سے ڈاکٹر صاحب نے کہا، کل سے ہی اس پر کام شروع کریں۔ ہم تو اپنا کام کریں گے اور اپنی یہ قرارداد بھیجیں گے۔ آپ کی منظوری کے ساتھ، ایوان کی۔ لیکن ممبران پارلیمانی کمیٹی جو میں بنارہی ہوں، وہ قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران سے رابطہ کریں اور اس کی نزاکت کا ان کو احساس دلائیں اور ساتھ ساتھ یقیناً ان کو خود بھی احساس ہو گا۔ تاکہ ہم الیکشن کمیشن میں اور جو forums ہیں، جس طرح سے ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے، کہ سینٹ میں واحد اس وقت نظر آرہا ہے کہ اس مسئلے کا حل ہے۔ تو ہم اس کو اپنے طور پر ان تحفظات کو لے کر چلیں اور اس مسئلے کو حل کیا جاسکے۔ اور ساتھ میں جو ہمارے رجیم زیارت وال صاحب نے کہا کہ census کا اس میں بڑا ہم کردار ہے۔ census کے ڈیپارٹمنٹ کا۔ اور ساتھ میں الیکشن کمیشن کا۔ تو میں دونوں ڈیپارٹمنٹس کے جو پروشل ڈیپارٹمنٹس جو ہیں، ان کے نمائندوں کو کل انشاء اللہ تعالیٰ کوشش ہے first working day میں چیمبر میں بلا کے ان سے بات کی جائے گی۔ تاکہ آپ ممبران بھی تشریف لائیں اور اس میں ان کے ساتھ discuss کریں کہ کس طرح سے ہم ان issues کو ایک اچھے طریقے سے حل کر سکتے ہیں۔ تو اسی کے ساتھ میں ایوان میں جو ہماری کچھ تراجمیں کے ساتھ پیش کی گئی تھیں۔ میں ایوان سے سوال کرتی ہوں کہ کیا مشرتر کے قرارداد نمبر 110 جو کچھ آئینی تراجمیں لکھ کر بھی دی گئی ہیں، ان کے ساتھ منظور کیا جائے؟

**قائد حزب اخلاق:** کون سی تراجمیں؟

**میدم اسپیکر:** یہ میں نے آپ کے پاس بھیجی تھیں۔

**قائد حزب اخلاق:** جو قرارداد میں ہے، وہ ان سے بہتر ہیں۔ جو فتاکے حوالے سے اس نے حوالہ دیا ہے۔

**میدم اسپیکر:** تو یہ پھر آپ زبانی اُس میں بات کر لیجئے گا۔ ٹھیک ہے as it is ہم۔۔۔ (مدخلت) ٹھیک ہے۔

**قائد حزب اختلاف:** ہم جو قرارداد لے آئے ہیں، یہ اس سے زیادہ جامع ہے۔ اور اس پر چل کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے جو حلقوں ہم بنا رہے ہیں، ان کو ان کے ساتھ relate نہ کر کے۔ کیوں کہ پھر ہم ایک اس میں پابند ہو جائیں گے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ معقول تجویز ہے۔ تو آیا مشترکہ قرارداد نمبر 110 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ اسی کے ساتھ جو ہمارے ٹرینک کے مسئلے کے حوالے سے point اٹھا تھا۔۔۔ (داخلت)

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** میڈم اسپیکر! میں دوستوں کی اجازت سے ایک گزارش کروں گا۔

**میڈم اسپیکر:** جی۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** میں گزارش کرتا ہوں، سرفراز صاحب آپ میری بات سنئیں۔ میڈم! لاءُ ڈیپارٹمنٹ کو آپ instruction دے دیں کہ وہ پرسوں تک اس بل پر کام شروع کر دیں۔ اور ہمیں یہ بل بنانے کر دے دیں۔ ہم خود ہی یہ بل لے جائیں گے، اپنے سینیڑوں کے پاس۔ بجائے یہ کہ ہم کہیں، وہاں جا کر اس کو hire کریں۔ لاءُ ڈیپارٹمنٹ کی آپ ذمہ داری لگائیں کہ آپ ایک دون کے اندر ہمیں یہ بل بنانے کر دے دیں۔ جب وہ ہمیں دے دیں گے اور ہم اس کو لے جائیں گے۔

**میڈم اسپیکر:** جو کہیٹی ہے اس میں جو بھی، اگر کم ممبر ان ہیں، جو پارلیمانی لیڈرز ہیں۔ لیکن اگر تمام یکجانیں ہو سکتے تو ڈاکٹر صاحب! میں بل تو نہیں بنایا جا سکتا، اسمبلی کی طرف سے۔ لیکن آپ آئینی قرارداد لاسکتے ہیں۔ آپ off the record چار ہے ہیں کہ اسمبلی میں بل نہ لائیں؟

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** میں گورنمنٹ سے request کرتا ہوں کہ وہ لاءُ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری لگادیں کہ وہ اس بل کا خاکہ ہمیں بنانے کر دے۔ بجائے ہم جا کے وہاں کسی وکیل کو hire کریں۔ تو وہ اس کو ہمیں بنانے کر دے دے گا، ہم جا کر وہاں lobbying کریں گے۔

**میڈم اسپیکر:** ok ٹھیک ہے۔ بگٹی صاحب! اس تجویز کا جواب دیں گے؟

**وزیر داخلہ و قبلی امور:** یہ تجویز ڈاکٹر صاحب کی بالکل ٹھیک ہے۔ میں لاءُ ڈیپارٹمنٹ کو ابھی On behalf of Honourable Chief Minister and Treasury Benches I will direct him. انشاء اللہ تعالیٰ کل چھٹی ہے، Monday، Tuesday کو ہم اس سے کہیں گے کہ by Monday، Tuesday اسکا کوئی ڈرافٹ بنانے کے، کوئی look out بنانے کر دے دیں تاکہ اس کیلئے جا کے وہاں lobbying میں آسانی ہو جائے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ بگھی صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے، اس پر لاءِ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد اس پر، جس طرح سے ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے ایک ڈرافٹ بل بنانے کے حوالے کیا جائے تاکہ اس مسئلے کو تیزی سے حل کیا جاسکے۔ جس طرح سے ٹریفک کے مسئلے کی بات کی گئی ہے زیارت وال صاحب اور نواب شاہوانی صاحب نے، یہ یقیناً ایک انتہائی serious مسئلے ہے، اس وقت سی پی او صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ اور بگھی صاحب سے میں ابھی پوچھوں گی لیکن میرے دل میں اُس وقت بھی یہ بات آرہی تھی میں نے کہا شاید ڈیپارٹمنٹ چتا ہے کہ ہم سب walk کیا کریں تو صحبت ہماری اچھی ہو گی exercise کی طرف ہمیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ٹریفک میں یعنی گاڑی چلانے بے انتہا مسئلہ ہو گیا ہے اور ہمیں walk کی عادت کی طرف لا یا جا رہا ہے شاید، اس طرح سے کوئی بات ہے بگھی صاحب!

**وزیر داخلہ و قائم مقام امور:** میڈم اسپیکر! بیکھیں۔

**میر رحمت علی صاحب بلوچ:** میں ایک point of order madam ہوم منٹر کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

**میڈم اسپیکر:** پہلے یہ بات complete کریں۔ ٹریفک کے حوالے سے ہے تو ٹھیک ہے please  
**میر رحمت علی صاحب بلوچ:** اسی ٹریفک کے حوالے سے ہے جی جی۔ actually different تھوڑا یہ ہے کہ میں پنجوں کے اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کر رہا ہوں ہوم منٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے نئے ڈی سی صاحب اور وہاں ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ہے مارکیٹ کمیٹی کے جو کہ پنجوں میں ابھی تک مارکیٹ بنی نہیں ہے اُس کی بنیاد رکھ دی گئی ہے لیکن ابھی تک مارکیٹ شفت ہوئی اور نہ بنی ہے۔ مارکیٹ کے نام پر تمام گاڑیوں کو مسافر بسوں کو اور بارڈر اریਆ ہے جتنی گاڑیاں چلتی ہیں۔ آج یہ جو کوٹ ٹیک یہ روڈ بنی ہوئی ہے ایک ٹریفک ہیوی ہے وہاں ایک لوٹ مارکا بازار گرم ہوا ہے تمام گاڑیوں سے بھتہ لیا جا رہا ہے کہ جی یہ ایگر لیکچر مارکیٹ کا کوئی قانونی ٹیکس ہے۔ تو میں خود حیران ہوں کہ مارکیٹ بنی ہی نہیں ہے تو یہ کس طرح کا لوٹ مارشروع ہوئی ہے یہ قابل افسوس ہے جس کی میں مذمت کرتا ہوں کہ ایک ڈپٹی ڈائریکٹر مارکیٹ کمیٹی اور ڈی سی صاحب کی سربراہی میں۔ میڈم اسپیکر آپ کے توسط سے میں ہوم منٹر صاحب سے یہ سوال کر رہا ہوں کہ آپ ایسی جو چیزیں ہیں جو لوگوں کو نگ کیا جا رہا ہے عام عوام کو تو اس کی روک تھام کی جائے۔ یا آپ رونگ دیں اُس آفیسر سے جواب طلب کیا جائے کہ مارکیٹ کمیٹی کے ڈپٹی ڈائریکٹر بیٹھ کے وہ کس لحاظ سے جہاں مارکیٹ بننے تو مارکیٹ میں جو لوگ مارکیٹ کرتے ہیں سمجھ آتا ہے کوئی میں جو مارکیٹ بنی ہے نصیر آباد میں ہے اُس کی حدیں ہیں۔ ابھی پولیس ایریا میں بیٹھ کر اُدھر ایک چیک پوسٹ لگی ہوئی ہے لیویز کے

ساتھ مل کر تمام گاڑیوں سے بھتہ لے رہے ہیں۔

**میدم اپسیکر:** ok جی عاصم کرد صاحب۔

**میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مواصلات و تعمیرات):** میدم اپسیکر! سرفراز بکٹی صاحب بیٹھے ہیں جیسے ہمارے فاضل دوستوں نے نواب شاہوانی نے کہا جو کوئئے کی ریڑھیوں کا مسئلہ ہے بی بی میں ہوم فنڈر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں یہ جو روڈ بنائی گئی ہے یہ کیا ریڑھیوں کے لیے بنائی ہیں یا گاڑیوں کے لیے؟ بالکل ٹریک بلاک ہے۔

**میدم اپسیکر:** جی بکٹی صاحب!

**وزیر داخلہ و قائمی امور:** شکر یہ میدم اپسیکر! یہ بڑا serious issue ہے ٹریک کا کوئی میں اور اس کی دو چار بڑی reasons ہیں۔ سب سے بڑی reason تو میں سمجھتا ہوں کہ encroachment کی ہے اور گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ encroachments کو اٹھائے لیکن جب ہماری جیسی گورنمنٹس جیسی ہوتی ہیں تو وہ تھوڑا pro-people ہوتے ہیں۔ اور ادھر کے لوگوں کے لیے روزگار کے دلیلے بھی بڑے کم موقع ہیں۔ تو وہ غریب اپناروزگاروں ہیں سے انہی ٹھیلوں سے جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہاں سے کرتے ہیں۔ بسا وقت ہم وہ آپریشن کرتے رہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کو discourage کریں۔ لیکن میدم اپسیکر! to be very honnest یہ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ان کو بالکل ہی جو برس روزگار ہیں ان کو بالکل ہی یہ روزگار کر دیں یا حکومت روزگار کے ایسے موقع پیدا کر سکے۔ یہ ground realities ہیں جو کہ نہیں ہونی چاہئیں قانونی طور پر لیکن کچھ سیاسی یا اُن کو people centric کہہ دیں یا pro people کہہ دیں اس طرح کی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ دوسرا جو ایک reason ہے میدم اپسیکر! وہ آئے دن کا احتجاج ہے۔ آئے دن احتجاج ہوتے ہیں اور کوئی کاٹریک پلان اس طرح کا ہے اگر کوئی کسی ایک حصہ میں احتجاج ہو جائے اور روڈ بلاک ہو جائے وہ جوڑا کٹرز کی بات ہو رہی تھی جو ان پر بھی FIRs ہوتی تھیں وہ اسی بنیاد پر ہوتی تھیں کہ چار گھنٹے انہوں نے روڈ بند رکھی۔ جو نہیں آپ 15 سے 20 منٹ بھی کہیں پر آپ روڈ بلاک کر دیتے ہیں اُس کا effect پورے کوئی میں پڑ رہا ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے اُنکا democratic right ہے کہ وہ آکے سڑک بند کر دیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے ساتھ بھی lenient طریقے سے نہایتیں۔ اور اس کے بعد پھر جو ٹریک issue lights کا ہے بہت important ہے جو نہیں چیف منڈر صاحب والپس آئینے جتنے بھی اس پر پیسے لگیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ دینگے اور آنے والے بجٹ میں، میں آپ کو ensure کرتا ہوں کہ ہم پورے کوئی میں جو ٹریک پولیس ہمیں کہے گی جس طرح کا ہمیں پلان دیگی ہم وہ traffic lights ensure کریں گے۔ یہ کچھ issues ہیں تو ان کو ظاہر ہے ابھی

کچھ مجبوری ہے اس کو فرائیں کیا جاسکتا ہے۔ جب تک کہ ہم سوسائٹی کو traffic کو بھی laws کریں۔ اور ٹرینک کے جو encroachments ہیں ان کو بھی ظاہر ہے سوسائٹی کے ہی لوگ ہیں۔ second یہ ہے کہ احتجاج جو لوگ کرتے ہیں ان کو بھی educate کرنے کی ضرورت ہے اور اُس میں تمام فاضل ممبر ان بھی ایک لکلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اُس میں میڈیا کا بڑا ایک positive role ہے مجھے اُمید ہے کہ میڈیا بھی وہ کردار ادا کریگا تاکہ لوگوں کو کوئی ایک احتجاج کرتا ہے اُس سے سارے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور پورا کوئی متأثر ہوتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے you ہمگئی صاحب! بات complete ہو گئی انہوں نے توجہ دے دیا۔  
**میر رحمت صالح بلوچ:** میڈم اسپیکر! ہوم فنڈر صاحب نے میرے point کا جواب نہیں دیا۔

**وزیر داخلہ و قائمی امور:** Madam Speaker! I am really sorry honorable Member نے ہمارے ex-health minister ہیں انہوں نے بہت ایک میرے لیے لمحہ فکر یہ ہے یہ جو بات انہوں نے مجھے بتائی ہے۔ because ہم جب سے حکومت میں ہیں ہماری یہ کوشش ہے ہماری یہ پالیسی ہے کہ کہیں پر ہم بھتہ خوری ہونے نہیں دیں گے کسی بھی چیز پر چاہے وہ پولیس کا ہے چاہے وہ لیویز کا ہے چاہے وہ ایکسائز اینڈ ٹرینکسیشن کا ہے whatever۔ جو legal taxes ہیں گورنمنٹ کے وہ دینے ہوتے ہیں ریاست کے، وہ ہر کوئی دیتا ہے۔ لیکن بھتہ خوری کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس میں ہم نے خود بھی چھاپے مارے ہیں اور آزیبل ممبر کا میں بڑا شکر گزار ہوں کہ اُس نے اس کی طرف شاندہی کی ہے۔ کیونکہ یہ ایگر یک پھر سے مسئلہ ہے میں ادھر سے نکل کر ایگر یک پھر منشہ کو فون بھی کروں گا اور ان کے گوش گزار بھی کروں گا اور ensure کروں گا اور ان سے بھی یہ request کروں گا کہ بھتہ خوری والا معاملہ نہیں چلنے دیا جائے گا۔ یہ جلوٹ مار والہ معاملہ ہے یہ کم سے کم حکومت یا حکومتی ادارے نہیں کر سکتے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی سردار صاحب! آپ please to the point بات کریں۔  
**سردار عبدالرحمن کھیڑکان:** مہربانی میڈم اسپیکر، ایک تو اچھا ہے سرفراز نے یاد کرائی ہے، میں ان کو appreciate کرتا ہوں شبابش ہے ان کی اتنے life threat میں پچھلے دونوں سو شل میڈیا میں اس کی video بھی چلی ہے کہ یہ اس نے چھاپے مارے ہیں اور ان کو پکڑا ہے جو بھتہ خوری کر رہے تھے اب کہتے ہیں تو ہوتا ہے آگے والے پراثر ہونہ ہوا بھی کس سے آپ کہیں۔ میڈم اسپیکر! یہ ٹرینک کا sugar coated مسئلہ دواہم ایشتو ہیں ہوم فنڈر صاحب! اگر آپ تھوڑی سی توجہ دیں۔ رکشوں کو اتنے یہ جو سی این جی رکشے اور پتھر نہیں

کون کون سے رکشے ہیں، اتنے رکشوں کو پرمٹ اور بغیر پرمٹ اتنے رکشے کوئی نہ میں ہو گئے کہ ایک دن میں جا رہا تھا۔ یہ پولیس والوں کا مجھ سے بہت پیار ہے کبھی اٹھی گاڑی ہے کبھی بستر والی گاڑی ہے جو خراب ہے مجھے دے دیتے ہیں۔ میں جا رہا تھا میں نے ڈرائیور سے کہا گنتے جاؤ، ایک گاڑی پھر چار رکشے، ایک گاڑی پھر چار رکشے، 4 average تھا۔ اتنی بے راہ روی ہو گئی ہے پرمٹ پر۔ آپ کراچی کی پنجاب کی جو گاڑیاں آتی ہیں ان کی چھتوں پر دیکھیں تو دو دور کشے ہوتے ہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ وہاں سے آئے ہوئے افسروں اپنے کو بچار ہے ہیں time pass کر رہے ہیں بلٹ پروف گاڑیوں میں پھر رہے ہیں، سپاہی، یہ پورے بلوچستان کے لیے ایک باعث شرم بات ہے کہ ہم نے اپنی زندگی 60 سال گزارے، کہ ٹرین کا سپاہی کلاشنکوف لئکا کے کھڑا ہو، یہ بڑی عجیب بات ہے۔ تو بنیادی طور پر اس ٹرین والے کو کوئی تحفظ نہیں ہے۔ اور رکشوں کا جو یہ ایکسا نزد والے یا وہ جو ٹرین والے ہیں ان کو اتنے پرمٹ دے دیں۔ ابھی میں اور حیم جان discus کر رہے تھے کہ گرین بسیں اگر چل پڑیں، اگر ایک ہزار رکشے جہاں چل رہے ہیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ لندن پیٹرن پر بسیں آپ چلادیں cover ہو جائے گی۔ بسیں ہیں وہ 50 سال، ہماری پیدائش سے بھی پہلے کی وہی بسیں ہیں۔ سریاں، سمنگلی، بروری وغیرہ کی لوکل بسیں وہی آواز وہی جنگل وہی سارا سشم۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ رکشوں کے خلاف کریک ڈاؤن نہیں کر سکے یہ مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہوگا۔ جہاں تک traffic lights کا سوال ہے۔ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے میڈم اسپیکر! ابھی جو latest colored دیوار red color کی اڑ جاتی ہے اور اس پر لوگ۔ اب یہ کلاشنکوف لے کر ایک سپاہی کھڑا ٹرین کنشروں کر رہا ہے۔ اس میں وہ رکشے نہیں رکھتے تو ہم کون سی میڈم یں دینے جو وہ سرخ light پر رُک جائے گا۔ یہ بالکل ضیاع ہوگا پسیوں کا۔ تو یہ رکشوں پر کریک ڈاؤن کریں میں گارنٹی دیتا ہوں کہ آدماسملہ حل ہو جائے گا۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے سردار صاحب۔ آپ کا point آگیا۔ جی یعنی صاحب! اس پر آپ کوئی جواب دینا چاہیں گے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ رکشوں کا ویسے میں آپ لوگوں کو یہ کہنا چاہتی ہوں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچھزی:** میڈم اسپیکر! ٹرین میرے خیال میں ہماری traffic lights سے وہ نہیں ہوگا اور نہ یہ رکشوں سے ہوگا۔ ہم نے جو under passes over bridges effect کر سرخ پل کی تجویز میں ہے اگر اس کو جلدی consider کریں۔ اس سے زیادہ effect پڑے گا جائے اس کے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ پیروزگار کریں۔ لوگ حل نکالتے ہیں دنیا نے آج تک کسی کو پیروزگار نہیں کیا ہے منع نہیں کیا ہے۔ یہی ہے کہ جو under passes، over bridges planed ہے سریاں کا

اور broadening بھی منظور شدہ ہے۔ یہ جو پرائمِ منستر کے فنڈز ہیں کوئئے کی بھلائی کے لیے اگر وہ جلدی سے جلدی عمل پیرا ہوں تو یہ حل ہو سکتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی گکٹی صاحب!

وزیر داغلمہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! سردار صاحب کی اچھی تجاویز ہے ٹرانسپورٹ منستر سے بات کرنی پڑے گی کہ کتنے پر میں وہ سال میں issue کرتے ہیں اور اس کی کیا پالیسی ہے۔ لیکن overall ہمیں ضرورت ہے میں نے ابھی چیمہ صاحب کو direct کیا ہے کہ ہم انشاء اللہ و تعالیٰ بہت جلدی ٹرینک میں ایک میٹنگ میں بلا وس گا اور اس کے بعد ہی پھر کسی حتمی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کو کیسے بہتر کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک رہی اُن تجاویز کی پرائمِ منستر کے فنڈز کی تو مجھے ایک چیز یاد آتی ہے میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ مشرے کہیں کہ وہاں نواز شریف سے کہیں کہ ہمارے پیسے release کرادیں کیوں کہ بغیر پیسوں کے نہیں ہو گا۔

**میڈم اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ اچھا میں سمجھتی ہوں کہ جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں خاص طور پر ٹرینک کے حوالے سے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کو اجازت نہیں دی please تشریف رکھیں، ہربات کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ آپ please تشریف رکھیں اس میں کوئی personal attrition نہیں ہے ایک تو way by the way وہ آپ بھی comment کرتے ہیں انہوں نے بھی comment کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب please تشریف رکھیں۔ جی کیا کہہ رہے ہیں۔

**میر خالد خان لانگو:** وہ کہہ رہے ہیں کہ مشترک بات چلی گئی ہے۔

**میڈم اسپیکر:** نہیں، وہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ وہ ممبر ہیں ہمارے اچنزی صاحب ہمارے ممبر ہیں وہ بات کر سکتے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ وہ تو ہمارے بڑے respectable member ہیں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچنزی:** ویسے نواز شریف نے کیے ہیں ہم لوگوں نے کام کیے ہیں۔ یہ صرف اُس کو عملی کریں۔ کم از کم 20 million 20 لیے ہیں۔ اس کے PC1 بنے ہوئے ہیں سب کچھ تیار ہے اُس کو عملی کریں۔

**میڈم اسپیکر:** ok۔ میرے خیال میں دیکھیں، میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جس طرح points آپ لائے ہیں Bills of procedure, These are very important points لیکن آپ لوگوں کے notice call-attention ہے، آپ Legislators ہیں آپ Legislation کریں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے یہاں سے ایک بات اٹھ کر کی اور وہ فوراً وہاں سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ٹرینک کا مسئلہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اس وقت کوئی کا، آئندہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آئندہ بلکہ ایک دو سال میں یہاں پیدل چنان بھی مشکل ہو جائے گا تو

میں آپ سے یہ کہوں گی کہ آپ اس میں legislation میں اس پر اچھی تجویز جو آپ نے دی ہیں اُس کو باقاعدہ بل کے طور پر حکومت کو تجویز پیش کریں تاکہ وہ ایک بل کی صورت میں اس کو آگے منظور کرے۔ اور I really appreciate today on behalf of every minister he کو کہ انہوں نے بگٹی صاحب کو کہ انہوں نے I really appreciate conduct کیا ہے۔ میں آپ کو جو آج جس طرح سے انہوں نے repplied and آپ لوگوں سے تجویز بھی لینا چاہتی ہوں کہ 4 بجے کی بجائے اگر ہم اسمبلی کا اجلاس سے پہلے 3 بجے رکھیں تو یہ بہتر ہوگا تاکہ ہم جلد شروع کریں اور جلد ختم کریں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 20 مارچ 2018ء بوقت سے پہلے 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجکر 35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

